مختصر سیرت

تاجدار مدینہ

ترجمہ

سیرۃ النبی و عشرہ مبشرہ

تالیف
الشیخ ابو محمد عبد الغنی المقدسیؒ ۵۴۱ھ ۶۰۰ھ

ترجمہ، تشریح، تعلیق، تقدیم

ابو صفوان حضرت مولانا
ڈاکٹر عبد الغنی طارق لدھیانوی مدظلہ

فاضل جامعہ اشرفیہ لاہور
مدیر و استاذ حدیث
جامعہ حمیر اللبنات علامہ اقبال ٹاؤن رحیم یار خان



ناشر
مکتبۃ الحمیراء
متصل جامعہ حمیر اللبنات علامہ اقبال ٹاؤن رحیم یار خان
موبائل: 0300-9679230

مختصر سیرت

تاجدارِ مدینہ

تالیف

ابو صفوان حضرت مولانا

ڈاکٹر عبد الغنی طارق لُدھیانوی مدظلہ

فاضل جامعہ اشرفیہ لاہور
مدیر و استاذ حدیث
جامعہ حمیر اللبنات علامہ اقبال ٹاؤن رحیم یار خان

ناشر

مکتبۃ الحمیراء

متصل جامعہ حمیر اللبنات علامہ اقبال ٹاؤن رحیم یار خان
موبائل: 0300-9679230

ضابطہ

★★★★★★

بغیر کسی تبدیلی کے طباعت کی عام اجازت ہے

نام کتاب........................ مختصر سیرت تاجدار مدینہ

تالیف........................ ڈاکٹر عبدالغنی طارق لدھیانوی مدظلہ

کمپوز باہتمام........................ فضہ اکرم

تاریخ طباعت.................02-04-2026

فہرست مضامین

پیش لفظ

الْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِینَ اصْطَفٰی

امابعد، محسن انسانیت، خیر البریۃ، امام الانبیاء، سید الانبیاء ﷺ، صاحب حوض کوثر، شافع محشر، رحمۃ للعالمین، مکین گنبد خضرٰی، ابافاطمۃ، جدالحسنین، قائدامت، مجاھد اعظم، داعی کبیر، غمخوار امت، جسکے نام انور، القابات اسقدر ہیں جو شمار سے باہر ہیں، صاحب المعراج، صاحب البراق، صاحب العِلم والعَلم، سید العرب والعجم، شمس الضحیٰ، بدر الدّجیٰ، ، صدر العُلیٰ، نور الھدٰی مصباح الظلم، جمیل الشیم، شفیع الامم، صاحب الجود والکرم، خاتم النبیین، شفیع المذنبین، شمس العارفین، سراج السالکین، مصباح المقرّبین، محبّ الفقراء، سید الثقلین، امام الحرمین و امام القبلتین، وسیلتنا فی الدارین، **صلی اللہ علیہ و علی الہ واصحابہ الف الف صلواۃ والف والف سلام ما دامت الدنیا قائم،**

☆ بندہ سید گار عرض گزار ہے کہ ایک طویل عرصہ سے رب کریم کے فضل وکرم سے تحریر کے میدان میں قدم رکھنے کی توفیق ہوئی، خدائے بزرگ و برتر کے فضل سے تصانیف کی تعداد اسی (۸۰) کو کراس کر رہی ہے، ایک روز یکایک یہ خیال پیدا ہوا کہ کس قدر ناانصافی ہے۔ کہ تفسیر، حدیث، فقہ، فتاوی، تاریخ، اصلاحی کتب کا کام بڑی سرعت سے ہورہا ہے، لیکن جو منبع رشد وہدایت ہے۔ جس کے وجود کی برکت سے ہم امید رحمت کیلئے ہاتھ پھیلائے ہوئے ہیں یعنی حبیب خدا، حبیب رب العالمین، محبوب مشارق والمغارب، سید کائنات، محبوب رب ارض و سماء حضرت محمد ﷺ بن عبد اللہ بن عبد المطلب کی سیرت اور صورت پر

لکھنے سے بندہ اور بندے کا قلم کیسے بھول گیا، کیسے نہ کچھ لکھ سکا، اور کیوں غفلت کا شکار ہوا۔ اس طرف توجہ نہ ہونے کا غم ہوا، دوستوں کے سامنے اس غلطی اور عدم توجہ کے جرم کا اعتراف کیا اور جلد تلافی مافات کے لیے عزم کیا،

☆ ادھر عزم کیا ادھر جلد ہی اللہ تعالیٰ نے اس کی صورت پیدا کر دی، اسی فکر میں کہ کس طرح جلد سے جلد یہ سعادت حاصل ہو جائے۔ کہ محبوب کی سیرت لکھ کر بندہ بھی اس خوش قسمت جماعت میں شریک ہو جائے جنہوں نے چودہ صدیوں سے محبوب کی سیرت اور صورت پر لکھا اور لکھ رہے ہیں۔

☆ میرے رب کریم کا فضل ہوا کہ بندہ کے سامنے شیخ عبد الغنی المقدسی المتوفی ۶۰۰ ھ کی کتاب سیرۃ النبی ﷺ و عشرۃ مبشرۃ، نظر سے گزاری، جو سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر قلّ ودلّ کی زندہ مثال تھی۔ بندہ نے اسی کو غنیمت جانا اور اللہ کا نام لیکر ترجمہ شروع کیا بحمد للہ چند ہی دنوں میں ترجمہ مکمل ہوا۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، ذریعہ نجات بنائے۔

☆ اس ترجمہ میں میرے معاون:

۱) بنات لدھیانوی (عفیفہ لدھیانوی، حمیرا لدھیانوی)

۲) حضرت مولانا پیر معاذ الرحمن (ہوشیار پوری) تھے۔

طالب دعاء

ڈاکٹر عبد الغنی طارق لدھیانوی

استاذ حدیث و مدیر جامعہ حمیرا للبنات، رحیم یار خان

حالات مصنف

نام: عبد الغنی [مقدسی]

والد کا نام: عبد الواحد بن جعفر.

نسب نامہ: عبد الغنی بن عبد الواحد بن علی بن سرور بن رافع بن حسن بن جعفر

نسبت: المقدسي، الجمّاعيلي، الدمشقي، الصالحي

کنیت: کنیت ابو محمد ہے۔

لقب: تقی الدین

شہرت: المقدسی سے ہے۔

مذہب: حنبلی،

پیدائش: ربیع الثانی ۵۴۱ھ الموافق ۱۱۴۶ء کو جماعیل بستی میں ایک نیک سیرت گھر میں پیدا ہوئے

خاندان: والدہ کا نام سعیدۃ بنت محمد بن قدامۃ بن مقدام بن نصر، یہ احمد کی بہن تھیں جو المغنی کے مصنف ہیں، جنکا نام موفق الدین عبد اللہ بن احمد ہے۔ تو ہماری کتاب کے مصنف تقی الدین، موفق الدین کے خالہ زاد تھے، اور تقی الدین چار ماہ موفق الدین سے بڑے ہیں۔

☆ عبد الغنی المقدسی کے دو ماموں تھے:

(۱) احمد (۲) یوسف، اور ایک بھائی ابراہیم تھا۔

☆ عبد الغنی المقدسی نے بچپن میں اپنے خاندان کے ساتھ دمشق ہجرت کی اور وہیں پرورش پائی۔

نکاح: اپنی خالہ کی بیٹی رابعہ بنت احمد سے نکاح کیا۔

اولاد:

مقدسی کے رابعہ سے چار بچے تھے (۱) عبداللہ (۲) محمد (۳) عبدالرحمن (۴) فاطمۃ

حلیہ:

بہت زیادہ سفید رنگ نہ تھے بلکہ کچھ گندمی رنگ کی طرف مائل تھے، داڑھی گھنی تھی، پیشانی کشادہ، مضبوط جسم دراز قد، ایسے لگتا تھا کہ نور انکے چہرہ سے نکل رہا ہے، آخر عمر میں کثرت تحریر اور رونے کیوجہ سے نظر کمزور ہوگئی تھی۔

حصول علم:

سب سے پہلے دمشق میں علم حاصل کیا، وہیں قرآن پاک پڑھا۔ حدیث کا سماع کیا، اور بہت سارا علم لکھا، مسلسل طلب علم کرتے رہے، علوم سنتے بھی رہے اور لوگوں کو سناتے بھی رہے، اور علوم لکھتے رہے، راتوں کو جاگتے تھے، امر بالمعروف کرتے اور نھی عن المنکر بھی کرتے رہے، اللہ تعالیٰ سے ڈرتے تھے، خوب عبادت کرتے، لگاتار روزے رکھتے، بڑی کوشش کرتے علم کو پھیلانے کی، تصانیف کرتے رہے۔ تبلیغ کرتے رہے، تاآنکہ رب کا حکم [موت] آگئی

اساتذہ:

دمشق، اسکندریہ، بیت المقدس، مصر، بغداد حرّان، موصل، اصبہان، ہمذان کے مشائخ سے بہت کچھ سنا اور لکھا،

ملک شام کے اساتذہ:

(۱) أبي المكارم (۲) عبد الواحد بن هلال (۳) أبي المعالي بن صابر (۴) سلمان بن علي الرّحبي

بغداد کے اساتذہ:

(۱) هبة الله بن هلال الدّقاق (۲) أبي الفرج ابن الجوزي (۳) أبي الفتح ابن البطّي ودیگر حضرات سے

موصل کے اساتذہ:

(۱) ابی الفضل (۲) عبد الله بن احمد خطیب

همذان کے اساتذہ:

(۱) عبد الرزاق بن اسماعیل القوميساني (۲) المطهر بن عبد الكريم (۳) اسماعیل بن محمد بن اسماعیل القوميساني،

مصر کے اساتذۃ:

(۱) علی بن هبة الله الکاملی (۲) محمد بن علی الرحبي (۳) عبد الله بن بري نحوي،

اسکندریہ کے اساتذہ:

(۱) ابی الطاهر السلفی، انکے پاس تین سال مقیم رہے۔ ان سے تقریبا ایک ہزار جز لکھے (۲) أبي محمد عبد الله العثماني (۳) عبد الرحمن بن خلف المقري،

اصبھان کے اساتذہ:

(۱) أبي موسی المدینی (۲) أبي سعد (۳) محمد بن عبد الواحد صائغ (۴) أبي رشید (۵) اسماعیل بن غانم البیّع

مشہور شاگرد:

شیخ مقدسی نے مختلف شہروں میں حلقات علم و حلقات حدیث قائم کئے اور سب جگہوں پر ایک خلق کثیر کو نفع پہنچایا، مثلاً، اصفہان، بغداد، دمشق مصر، دمیاط، اسکندریہ،

(۱) آپکا بیٹا محمد ابوالفتح (۲) دوسرا بیٹا عبد اللہ ابو موسیٰ (۳) حافظ عبد القادر الرُھاوِي (۴) شیخ موفق الدین (۵) حافظ ضیاء مقدسی (۶) حافظ عزُّالدین محمد، (۷) حافظ ابو الحجاج بن خلیل (۸) شیخ فقیہ محمد الیونینی (۹) سلیمان بن رحمۃ اسعَرِدِي (۱۰) زین بن عبد الدائم (۱۱) عثمان بن مکی شارعی الواعظ (۱۲) احمد بن حامد بن أحمد بن حمد ارتاجي المقري (۱۳) اسماعیل بن عبد القوي بن عزُّون (۱۴) ابو عیسیٰ (۱۵) عبد اللہ بن عَلاق الرزّاز (۱۶) البھاء عبد الرحمن (۱۷) فقیہ ابو سلیمان (۱۸) التقي بلداني (۱۹) شھاب القُوصِي (۲۰) عبد العزیز بن عبد الجبار القلانسی (۲۱) سعد الدین محمد مھلھل جِینی، اسکے علاوہ بے شمار خلق نے نفع اٹھایا۔

علمی اسفار:

حصول علم کے لیے دمشق تشریف لے گئے پھر بغداد کا سفر کیا، پھر دمشق واپس تشریف لائے، پھر مصر تشریف لے گئے۔ پھر اسکندریہ، جب مصر پہنچے لوگوں کا

رش جو زیارت کیلئے اور حصول برکت کیلئے آئے ہوئے تھے اس قدر تھا کہ پاؤں رکھنا دشوار تھا، پھر مصر سے واپس دمشق آئے پھر جزیرۃ کا سفر کیا، پھر بغداد واپس تشریف لائے۔ پھر اصفھان تشریف لے گئے، ایک طویل مدت قیام کیا، اور بڑی نفع بخش کتب حاصل کیں، اصفہان کے لوگ اسقدر محبت کرتے تھے اگر کچھ عرصہ اور ٹھہر جاتے تو لوگ انکو اپنا بادشاہ بننا پسند کرتے، انکے ساتھ کثرت محبت کیوجہ سے، پھر دمشق لوٹ آئے، جامع دمشق میں نماز جمعہ کے بعد حدیث سناتے تھے۔ بہت لوگ جمع ہوتے، شیخ بڑے نرم دل تھے، بہت جلد آنسو جاری ہو جاتے ،لوگوں میں بہت مقبول تھے،

☆ انہی ایام میں بعض علماء کے عقائد میں اختلاف کی وجہ سے جھگڑا کھڑا ہو گیا جسکی وجہ سے دمشق چھوڑنا پڑا،

پھر بعلبک تشریف لے گئے، پھر مصر تشریف لے گئے، اور حدیث

پڑھاتے تھے سناتے تھے، علماء مصر نے حسد کیا پھر انکو مراکش چلے جانے کا حاکم نے حکم جاری کر دیا۔

لیکن شیخ کے پاس ابھی وہ آڈر نہیں پہنچا تھا، کہ شیخ کی وفات ہو گئی۔

شیخ عبدالغنی مقدسی کی تصانیف:

١- أجزاء في الأحاديث والحكايات، مخطوط.

٢ - الأحكام ، مخطوط .

٣ - أخبار الدجال، مطبوع .

٤- أخبار الصلوة، مطبوع

٥- الأربعون من كلام رب العالمين، مخطوط.
٦ – الأربعون، مخطوط
٧ – الإسراء، مخطوط.
٨ – اعتقاد الشافعي، مخطوط
٩ – الاعتقاد، مطبوع.
١٠ – الأقسام التي أقسم بها النبي ﷺ، مخطوط.
١١ – الأمر بالمعروف، مطبوع.
١٢ . تبيين أوهام أبي نعيم الحافظ في الإصابة، مخطوط
١٣ – تحفة الطالبين في الجهاد والمجاهدين، مخطوط.
١٤ – تحقيق مشكل الألفاظ، مخطوط.
١٥ – الترغيب في الدعاء والحث عليه، مطبوع
١٦ – التهجد، مخطوط .
١٧ – التوكل وسؤال الله عز وجل، مطبوع
١٨ – حديث الإفك، مطبوع
١٩ – الحكايات مخطوط
٢٠ – درر الأثر، مخطوط
٢١ – ذكر القبور، مخطوط
٢٢ – ذكر النار، مطبوع
٢٤ – ذم الرياء، مخطوط
٢٥ – ذم الغيبة، مخطوط

٢٦ – رحلات الأحياء إلى الأموات، مخطوط
٢٧ – الروضة، مخطوط
٢٨ – الصفات، مخطوط
٢٩ – الصلات إلى الأموات، مخطوط
٣٠ – عمدة الأحكام الصغرى، مطبوع
٣١ – عمدة الأحكام الكبرى، مطبوع.
٣٢ – غنية الحفاظ في مشكل الألفاظ، مخطوط.
٣٣ – الفرج، مخطوط .
٣٤ – فضائل الحج، مخطوط.
٣٥ – فضائل خير البرية ، مخطوط.
٣٦ – فضائل رجب، مخطوط.
٣٧ – فضائل شهر رمضان، مطبوع.
٣٨ – فضل الصدقة، مخطوط.
٣٩ – فضل عشر ذي الحجة، مخطوط.
٤٠ – فضل مكة، مخطوط.
٤١ – الكمال في أسماء الرجال، مطبوع.
٤٣ . مختصر سيرة النبي وسيرة أصحابه العشرة، مطبوع، وهو كتابنا هذا.
٤٤ – المصباح في عيون الأحاديث الصحاح، مستخرج على الصحيحين بأسانيده، مخطوط.

٤٥ – مناقب الصحابة، مخطوط.

٤٦ – مناقب النساء الصحابيات، مطبوع.

٤٧ – مناقب عمر بن عبد العزيز، مخطوط.

٤٨ – النصيحة في الأدعية الصحيحة، مطبوع.

٤٩ – نهاية المراد في السنن، مخطوط.

٥٠ . وفاة النبي ﷺ، مخطوط .

٥١ – اليواقيت الفاخرة، مخطوط.

وفات:

شیخ نے پیر کے دن ۲۳ ربیع الاول ۶۰۰ھ میں وفات پائی" انکی عمر (۵۹) سال تھی قرافۃ میں دفن کئے گئے، ابی عمرو بن مرزوق کی قبر کے سامنے

اھل علم کی انکی کے بارے میں آراء:

(۱) **علامۃ ذھبی**، شیخ مقدسی کے بارے میں تعریفی کلمات لکھتے ہوئے فرماتے ہیں، الحافظ، الامام، العالم، الحافظ الکبیر، الصادق، القدوۃ، العابد، الأثری، المتبع، عالم، الحفاظ، محدث الاسلام، بقیۃ السلف الصالح، صاحب التصانیف

(۲) **ابن نجار** کہتے ہیں، صنف في الحديث تصانيف حسنة، غزير الحفظ، من أهل الاتقان، تمام فنون حدیث میں ماھر، قوانین، اصول، علل، صحیح، سقیم، ناسخ، منسوخ، غریب، مشکل، فقیہ، معانی، ناموں کو جاننا، کثیر العبادۃ، نیک، متمسکا بالسنۃ،

☆ بعض نے امیر المؤمنین فی الحدیث کہا،

☆ **تاج کندی** کہتے ہیں دار قطنی کے بعد حافظ مقدسی جیسا حافظ نہیں دیکھا۔

☆ **شیخ عماد** کہتے ہیں کہ وہ وقت کی خوب حفاظت کرنے والے تھے۔

☆ **علامہ ابن کثیر** کہتے ہیں، الحافظ، مشہور کتب کے مصنف۔

☆ **ابن العجمی** کہتے ہیں، کہ عبدالغنی مقدسی بڑے نیک، زاہد، عابد تھے، تین سو رکعت روزانہ پڑھتے تھے، جیسا کہ امام احمد کا طریقہ ہے، اکثر راتوں کو عبادت کرتے، اکثر سال کے دن روزے سے رہتے، بڑے سخی تھے، کوئی چیز ذخیرہ نہیں کرتے تھے۔

بیواؤں، یتیموں کو صدقات دیتے رہتے،، اس طرح کہ کسی کو خبر نہ ہو، کپڑوں میں پیوند لگاتے تھے، کثرت مطالعہ اور کثرت آہ بکا کیوجہ سے نظر کمروز ہوگئ تھی، اپنے زمانہ کے حدیث وحفظ کہ اعلام تھے۔

☆ **ابن عماد** کہتے ہیں، متن اور سند کے اعتبار سے حفظ کے اعتبار سے اپنے زمانہ کے یکتا تھے، متقی، عبادت گزار، حدیث کے پابند تھے امر بالمعروف نہی عن المنکر کرتے تھے۔ ضیاء الدین نے انکی سیرت پر دو جلدوں میں کتاب لکھی ہے۔

☆ **ابن ناصر الدین** کہتے ہیں، شام کے محدث تھے۔. بڑے ائمہ میں سے ہیں، بڑے عبادت گزار، داعی تھے۔

☆ **ابن رجب** کہتے ہیں، کسی نے انکا امتحان لیا کہ تم کہتے ہو لفظ قرآن مخلوق ہے، انہوں نے انکار کیا،،

☆ **ضیاء مقدسی** کہتے ہیں، اہل سنت میں سے ہر شخص سے بھرپور محبت کرتے تھے اور انکی تعریف کرتے تھے، شیخ موفق کہتے ہیں بڑے سخی تھے دن رات خرچ

کرتے تھے ، امر باالمعروف و نہی عن المنکر کے سلسلہ میں کسی کا ڈر و خوف سے متاثر نہ ہوتے تھے، بڑے عبادت گزار بڑے زاہداور سخی تھے، پاک دامن، حدیث اور علم کے پھیلانے کی بڑی محنت کرتے تھے،

☆ اسکے علاوہ انکے کارنامے بے شمار ہیں ، انکا خاندان علمی خاندان تھاان کے خاندان میں بڑے بڑے اہل علم، ماہر فن رجال پیدا ہوئے جن میں سے چند ایک یہ ہیں:

١ – عبد الرحمن بن إبراهيم بن عبد الله بن محمد بن أحمد بن محمد بن قدامة، صاحب (الشرح الكبير).

٢ – عبد الغني بن عبد الواحد بن علي بن سرور، صاحب كتابنا هذا.

٣– عبد الله بن أحمد بن محمد بن قدامة، أبو محمد (٥٤١ – ٦٢٠ صاحب (المغنى)، و(العمدة في الفقه)و (لمعة الاعتقاد)

٤– بهاء الدين (٥٥٥ – ٦٢٤هـ)، صاحب العدة شرح العمدة، زوجة عمه عبد الواحد، رقية بنت أحمد بن محمد بن قدامة.

٥– محمد بن عبد الواحد بن أحمد أبو عبد الله ضياء الدين (٥٦٩ – ٦٤٣ هـ)، صاحب الأحاديث المختارة»، أمه رقية المذكورة سابقاً.

٦ – عبد الرحمن بن محمد بن أحمد بن عمر بن محمد بن أحمد بن محمد بن قدامة، أبو الفرج (٥٩٧ – ٦٨٢ ﻫ)، صاحب (الشافي شرح المقنع)
٧ – أحمد بن عيسى بن عبد الله بن أحمد بن محمد بن قدامة (٦٠٥ – ٦٤٣ﻫ)، صاحب (الرد على محمد بن طاهر القيسراني).
٨ – محمد بن عبد الرحيم بن عبد الواحد بن أحمد بن عبد الرحمن بن إسماعيل، المعروف بابن الكمال (ت: ٦٨٨ ﻫ)، جدته رقية بنت أحمد بن محمد بن قدامة.
٩ – محمد بن أحمد بن عبد الهادي بن عبد الحميد بن عبد الهادي بن يوسف بن محمد بن قدامة ، شمس الدين ، أبو عبد الله (٧٠٥ – ٧٤٤ ﻫ)، صاحب (المحرر)، و(الصارم المُنْكِي) و(فضائل الشام)، وغيرها.
١٠ . أحمد بن محمد بن إبراهيم بن عبد الواحد بن علي بن سرور، أبو محمود (٧١٤ – ٧٦٥ﻫ) ، صاحب(مثير الغرام)، يكون عبد الغني أخو جده.
١١ – عائشة بنت محمد بن عبد الهادي زوجة ابن عبد الهادي السابق، وبنت عمه (٨١٦ﻫ)، وهي من شيوخ الإمام ابن حجر العسقلاني.

١٢ – يوسف بن حسن بن أحمد بن عبد الهادي بن عبد الحميد بن عبد الهادي بن يوسف بن محمد بن قدامة، المعروف بابن المبرد، وغيرهم كثير جدًّا

بسم الله الرحمن الرحیم

فصل نمبر۱

آپ ﷺ کے نسب کے بیان میں:

کنیت: ابو القاسم

نام: محمد ﷺ

والد کا نام: عبد اللہ

دادا کا نام: عبد المطلب

پردادا کا نام: ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوی بن غالب بن فھر بن مالک بن النضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکۃ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان بن اُد بن اُدَد بن المقوم بن ناحور بن تیرح بن یعرب بن یشجُب بن نابت بن اسمعیل بن ابراہیم بن تارح (انھیں کا نام آذر ہے) بن ناحور بن شاروخ بن راعو بن فالخ بن عیبر بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح بن لامک بن متوشلخ بن اخنوخ (یہ نبی حضرت ادریس کا نام ہے۔ جیسا کہ خیال کیا جاتا ہے حضرت آدم کی اولاد میں سب سے پہلے انھی کو نبوت ملی اور انھوں نے ہی قلم سے لکھنے کا رواج ڈالا) بن یرد بن مہلیل بن قینن من یانش بن شیث بن آدم علیہ السلام

☆ یہ نسب نامہ محمد بن اسحاق بن یسار المدنی نے مختلف روایات میں سے ایک روایت میں ذکر کیا ہے۔ عدنان تک آپ کا نسب نامہ بالکل درست ہے جس میں کوئی اختلاف نہیں ہے بعض حضرات کہتے ہیں قریش ابن فھر بن مالک سے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ نضر بن کنانہ سے ھیں (عدنان تک سلسلہ نسب امام بخاری نے الجامع الصحیح باب مناقب الانصار میں نقل کیا ہے)

والدہ کیطرف سے نسب نامہ:

☆ آپ کی والدہ ماجدہ کا نام حضرت آمنہ ہے۔

☆ نسب نامہ یہ ہے۔ آمنہ بنت وہب بن عبد مناف بن زھرۃ بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوی بن غالب، الخ

حضور ﷺ کی ولادت کا ذکر مبارک:

حضور ﷺ مکہ مکرمہ میں عام الفیل کے سال ربیع الاول کے مہینہ میں سوموار کے دن مہینہ ختم ہونے سے دو دن پہلے پیدا ہوئے۔

☆ بعض مورخین نے لکھا ہے عام الفیل کے تین سال بعد ہوئے

☆ بعض فرماتے ہیں کہ عام الفیل کے چالیس سال بعد پیدا ہوئے۔

☆ صحیح قول یہ ہے کہ آپ عام الفیل کے سال ہی پیدا ہوئے۔

حضور ﷺ کے والد کی وفات کا ذکر:

آپ کے والد گرامی کی وفات کے وقت آپ ﷺ دو سال چار ماہ کے تھے،

☆ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ آپ اسوقت سات ماہ کے تھے۔

☆ بعض حضرات فرماتے ہیں۔ آپ اس وقت اپنی والدہ کے بطن مبارک میں تھے،

☆ بعض نے کہا آپکے والد گرامی قدر کی وفات مقام ابواء میں ہوئی۔ جو مکہ اور مدینہ منورہ کے درمیان ایک جگہ ہے۔

☆ ابو عبداللہ، زبیر بن ا لبکار الزبیری کہتے ہیں کہ آپ کے والد گرامی قدر کی وفات مدینہ منورہ میں ہوئی اسوقت آپ کی عمر شریف دوماہ تھی اور جب آپ کی والدہ ماجدہ کی وفات ہوئی اس وقت آپ ﷺ چار سال کے تھے، اور جب آپ کے دادا جان فوت ہوئے تو آپ کی عمر آٹھ سال تھی، (یہ تفصیل ابن کثیر نے البدایہ میں نقل ہے) ایک روایت یہ ہے کہ جب آپ کی والدہ ماجدہ کی وفات ہوئی۔ اسوقت آپ کی عمر مبارک چھ سال تھی،

آپ ﷺ کی رضاعت کا بیان:

حضور ﷺ کو دودھ ابولھب (آپ کے چچا جو آپکے دعوی نبوت کے بعد دشمن ہو گیا تھا جسکے بارے میں سورۃ لھب نازل ہوئی) کی باندی ثوبیۃ (ثویبۃ) نے پلایا، آپ کے ساتھ آپکے چچا حضرت حمزۃ بن عبد المطلب اور ابو سلمہ عبد اللہ بن عبد الاسد المخزومی بھی شریک تھے یعنی یہ دونوں آپکے رضاعی بھائی ہیں) (آپکے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اسلام بھی لائے ان کا دفاع بھی کیا، مدد بھی کی ھجرت بھی کی، میدان بدر میں مبارزت بھی قبول کی۔ اور اپنے مد مقابل کو قتل بھی کیا، پھر غزوہ احد میں شہید ہو گئے۔

انکو سید الشہد احمزہ کا لقب عطاء فرمایا کیونکہ ثوبیہ نے اپنے بیٹے مروح کا دودھ انکو بھی پلایا،

☆ پھر حضرت حلیمہ سعدیہ نے دودھ پلایا۔

فصل نمبر ۲

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ناموں کا ذکر

حضرت جبیر بن مطعم کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرا نام محمد بھی ہے احمد بھی ہے ماحی بھی ہے۔ میری وجہ سے اللہ نے کفر کو مٹا دیا۔
اور میرا نام حاشر بھی ہے کہ اللہ نے سارے لوگوں کو مجھ پر جمع کر دیا۔ کیوں کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے کہ اس کا دوسرا معنٰی یہ ہے کہ سب سے آگے محشر کی طرف آپ چلیں گے اور سارے لوگ آپ کے پیچھے چلیں گے اور فرمایا میرا نام عاقب بھی ہے کہ میں آخری رسول ہوں میرے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہو گا)
(متفق علیہ)

☆ حضرت ابو موسی اشعری سے روایت ہے کہ آپ علیہ السلام نے اپنے آپ کو کئی ناموں سے موسوم کیا ان میں سے کچھ ہمیں یاد ہیں آپ نے فرمایا کہ میرا نام محمد بھی ہے اور احمد بھی ہے اور مقفّی بھی ہے اور حاشر بھی ہے اور نبی التوبہ بھی اور نبی الرحمہ بھی اور ایک روایت میں ہے نبی الملحمہ بھی (جنگجو) (رواہ مسلم)

☆ حضرت جابر سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، میرا نام احمد بھی ہے محمد بھی ہے حاشر بھی ہے کہ سب لوگوں کو میرے پیچھے جمع کر دیا اور میرا نام ماحی بھی ہے جس کی وجہ سے اللہ نے کفر کو مٹا دیا۔ قیامت کے دن لواء الحمد میرے پاس ہو گا اور تمام انبیاء کا امام میں ہوں گا اور سب کی سفارش کرونگا۔

اور آپ علیہ السلام کے کچھ نام اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں بھی ذکر کئے ہیں مثلاً سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۱۱۹ میں، إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَنَذِيرًا اور سورہ توبہ میں حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَؤُوفٌ رَحِيمٌ اور سورانبیاء میں آپ کو رحمۃ للعالمین کے نام سے موسوم کیا۔

فصل نمبر ۳

آپ ﷺ کے بچپن اور جوانی کا بیان

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یتیمی میں پرورش پائی، آپ کے دادا عبد المطلب نے کفالت فرمائی۔

آپ ﷺ کے دادا کی وفات کے بعد آپ کے (رحم دل) چچا ابو طالب بن عبد المطلب نے پرورش کی [آپکے یہ چچا زندگی بھر مددگار رہے تکالیف بھی برداشت کی لیکن آخر تک اسلام نہ لائے ہاں! ان کے بیٹے علی بن ابی طالب ایمان بھی لائے۔ ہجرت بھی کی۔ بدر میں مبارزت بھی قبول کی، اپنے خصم کو قتل بھی کیا۔ خندق میں ابن ابی ودّ کو قتل کیا۔ خیبر انہیں کے ہاتھوں فتح ہوا اور مرحب کو قتل کیا ، آپ کے داماد ہونے کا شرف بھی ملا، خلیفہ رابع بھی بنے] اللہ تعالی نے آپ کو جاھلیت کی گندگیوں سے پاک رکھا۔ بلکہ ہر عیب سے پاک رکھا، اللہ تعالیٰ نے آپ کو عمدہ اخلاق سے مزین کیا۔

حتیٰ کہ آپ کی قوم نے جب آپکی امانت داری، اور صدق کلامی، اور ظاہری و باطنی پاکیزگی کو دیکھا تو وہ آپ کو، صادق اور امین کے نام سے پکارنے لگے۔

چچا ابو طالب کے ساتھ ملک شام کے سفر پر روانہ ہوئے، جب مقام بصریٰ [یہ ملک شام کا ایک علاقہ ہے پہنچے۔

بحیرہ راہب کا قصہ:

جب بحیرہ راہب نے آپ کو دیکھا تو آپ کی علامات واوصاف سے پہچان لیا، اور آپ کا ہاتھ مبارک پکڑ کر کہا یہ سارے جہانوں کا سردار ہے، یہ رب العالمین کا رسول ہے۔ اسکو اللہ تعالیٰ رحمۃ اللعالمین بنا کر مبعوث کریں گے، بحیرہ سے لوگوں نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں یہ کس طرح علم ہوا (جو آپ نے ذکر کیا) بحیرہ نے کہا جب تم گھاٹی سے آرہے تھے کوئی درخت ایسا نہ تھا اور کوئی پتھر ایسا نہ تھا جو انکو سجدہ نہ کر رہا ہو، یہ اشیاء سوائے نبی کے کسی کو سجدہ نہیں کرتیں، اور ہم اپنے کتابوں میں انکا ذکر اوصاف سب کچھ لکھا ہوا پاتے ہیں، پھر آپ کے چچا ابو طالب سے کہا کہ اسکو فوراً واپس لے جاؤ کیونکہ مجھے خوف ہے کہیں یہود ان کو قتل نہ کر دیں (جیسا کہ یہ پورا قصہ ترمذی اور مستدرک کی روایت میں مذکور ہے)

ملک شام کا دوسرا سفر:

حضرت خدیجہ کے غلام میسرہ کے ساتھ کیا، تجارت کی غرض سے حضرت خدیجہ کا مال تجارت لیکر آپ تشریف لے گئے بُصرای کے بازار میں پہنچ کر سامان تجارت فروخت کیا۔

حضرت خدیجہ سے نکاح:

جب آپ کی عمر مبارک پچیس سال کی ہوئی تو حضرت خدیجہ سے نکاح کیا۔

نبوت اور تبلیغ:

جب آپکی کی عمر مبارک چالیس سال کو پہنچی تو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عزت کا تاج پہنایا، نبوت عطا کی۔ آپ کے پاس حضرت جبرائیل تشریف لائے جبکہ آپ غار حراء میں تھے۔ (جو مکہ مکرّمہ کے ایک پہاڑ پر ہے)

مکہ مکرمہ میں دعوت و تبلیغ:

نبوت ملنے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم تیرہ سال، بعض نے کہا پندرہ سال بعض نے کہا دس سال رہے۔ تینوں میں سے پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔

☆ بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے تھے جب تک مکہ میں رہے کعبہ شریف سے منہ نہیں پھیرتے تھے بلکہ ایسی جگہ کھڑے ہوتے تھے کہ بیت اللہ (کعبہ اللہ) بھی سامنے رہے اور بیت المقدس بھی سامنے رہے

☆ مدینہ منورہ تشریف لے جانے کے بعد بھی سولہ یا سترہ مہینے آپ بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے رہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت کا بیان:

پھر آپ نے مدینہ کی طرف ہجرت کی آپکے کے ساتھ خلیفہ (بلا فصل) حضرت ابو بکر بھی تھے، اور حضرت ابو بکر کے غلام فھیرہ بھی تھے، انکار ھبر راستہ بتانے والا عبد اللہؓ بن اُرَیقِطِ اللیثی تھا جو کافر تھا، اسلام کو نہیں جانتا تھا"

آپ کی عمر مبارک کا بیان:

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ میں دس سال رہے۔

☆ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جب وفات ہوئی آپ کی عمر مبارک ۶۳ سال تھی۔ایک قول یہ ہے کہ ۶۵ سال تھی اور ایک قول یہ ہے کہ ۶۰ سال تھی تینوں میں سے پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔

آپ کی وفات کا ذکر:

آپ ﷺ کی وفات ۱۲ ربیع الاول کو چاشت کے وقت ہوئی بعض نے کہا کہ دو ربیع الاول کو ہوئی اور بعض نے کہا کہ اسی دن ربیع الاوال کا چاند نظر آیا تھااور آپ کو منگل کی رات اور بعض روایات میں ہے کہ بدھ کی رات دفن کیا گیا۔

☆ آپ کے مرض کی مدت ۱۲دن تھی اور ایک روایت میں ہے کہ ۱۴دن تھی

آپ کے غسل مبارک کا بیان:

آپ کو وفات کے بعد غسل دینے والوں میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ آپ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور اور فضل بن عباس رضی اللہ عنہ اور قثم بن عباس اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ اور آپ کے غلام شقران اور انصار میں سے اوس بن خولی رضی اللہ عنہ بھی شریک تھے۔

آپ کے کفن مبارک کا بیان:

آپ کو تین سفید سحولیہ کپڑوں میں کفن دیا گیا۔ سحول ملک یمن کا ایک شہر ہے یہ کپڑے اس طرف منسوب ھیں جس میں نہ کرتا تھا نہ عمامہ تھا۔اور مسلمانوں نے آپ کی نماز جنازہ بغیر جماعت کے فرداً فرداً پڑھی کسی نے بھی جماعت نہیں کروائی

آپ کے دفن مبارک کا ذکر:

آپ کی قبر اقدس کے نیچے ایک سرخ رنگ کا کپڑا بچھایا گیا [جو آپ کے غلام شقران نے عین موقع پر بچھا دیا۔ایسا کرنا مسنون عمل نہیں ہے اور نہ ہی آپ نے اسکا حکم دیا تھا]

☆ قبر مبارک میں حضرت عباس حضرت علی، فضل بن عباس، قثم بن عباس رضوان اللہ علیہم اجمعین اور آپ کے غلام شقران اترے تھے اور آپ کی قبر مبارک کو نو اینٹوں سے بند کیا گیا اور آپ کو اسی جگہ دفن کیا گیا جس جگہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وفات دی تھی۔اس جگہ سے آپ کے بستر مبارک کو اٹھایا گیا اور آپ کے لیے قبر بطرز لحد بنائی گئی اور یہ سب کچھ حضرت عائشہ کے حجرہ میں ہوا۔

☆ پھر ایک عرصہ کے بعد اسی حجرہ میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ دفن کئے گئے۔

فصل نمبر ۴

آپ ﷺ کی اولاد مبارک کا تذکرہ

آپ کے تین بیٹے تھے:

(۱) حضرت قاسم: انہیں کے نام سے آپ نے اپنی کنیت ابو القاسم رکھی ہے یہ مکہ میں نبوت سے پہلے پیدا ہوئے اور دو سال کی عمر میں وہیں وفات پائی۔ حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ پاؤں چلنے تک حیات رہے۔

(۲) حضرت عبداللہ: انہیں کو طیب اور طاہر کے نام سے موسوم کیا گیا تھا۔ کیوں کہ یہ زمانہ اسلام میں پیدا ہوئے۔ اور بعض حضرات فرماتے ہیں کہ طاہر اور طیب عبداللہ کے علاوہ هیں لیکن پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔

(۳) حضرت ابراہیم: یہ مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے اور ۱۰ ہجری میں وفات پائی وفات کے وقت ان کی عمر ۱۷ یا ۱۸ ماہ کی تھی۔

☆ بعض حضرات کہتے هیں کہ آپ کا ایک بیٹا تھا جس کا نام عبد العزی تھا۔ اللہ تعالی نے آپ کو اس سے راحت نصیب کی اور آپ کو اس سے محفوظ رکھا

آپ ﷺ کی چار بیٹیاں تھیں:

(۱) حضرت زینب رضی اللہ عنہا: ابو العاص بن ربیع سے ان کا نکاح ہوا وہ زینب کا خالہ زاد تھا اور اس کی ماں ہالہ بنت خویلد تھیں۔ حضرت زینب رضی اللہ عنھا کا ایک بیٹا علی پیدا

ہوا جو بچپن میں فوت ہو گیا اور ایک بیٹی امامہ تھیں۔ جنہیں آپ کبھی کبھی نماز میں اٹھالیا کرتے تھے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد حضرت علی رضی اللہ

عنہ سے امامہ کا نکاح ہوا۔

(۲) حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا: ان کا نکاح حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ حضرت فاطمہ کے پانچ بچے تھے [بعض کتب میں چھے بچوں کا ذکر ہے] (۱) حسن (۲) حسین (۳) محسّن [جو بچپن میں فوت ہو گئے] (۴) ام کلثوم جنکا نکاح (خلیفہ دوم) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ھوا (۵) زینب انکا نکاح عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب سے ہوا۔

(۳) حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا: جنکا نکاح (خلیفہ سوم) حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے ہوا اور انہی کے نکاح میں انہوں نے وفات پائی

(۴) حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا: حضرت رقیہ کے بعد ان کا نکاح (خلیفہ سوم) حضرت عثمان بن عفان سے ہوا۔ حضرت رقیہ سے حضرت عثمان کا ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا نام عبداللہ رکھا گیا۔ اور اسی سے انہوں نے اپنی کنیت ابو عبداللہ رکھی۔

خلاصہ:

حضور علیہ السلام کی چار بیٹیاں تھیں اس میں کوئی اختلاف نہیں اور بیٹے بھی تین تھے۔ صحیح قول کے مطابق۔

☆ سب سے پہلے حضرت قاسم پھر حضرت زینب پھر حضرت رقیہ پھر حضرت فاطمہ پھر حضرت ام کلثوم پیدا ہوئیں۔ پھر زمانہ اسلام میں عبداللہ مکہ میں پیدا ہوئے پھر ابراھیم مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔

☆ حضور کی ساری اولاد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے تھی سوائے ابراھیم کے وہ ماریہ قبطیہ کے بطن سے ہوئے۔ آپ کی ساری اولاد آپ کی زندگی میں ہی فوت ہوگئی سوائے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے وہ آپ کی وفات کے بعد چھ مہینہ تک زندہ رہیں، پھر وفات پائی۔

فصل نمبر ۵

آپ ﷺ کے حج اور عمروں کے بیان میں

حضرت قتادہ کہتے ھیں۔ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا حضور نے کتنے حج کئے ؟انہوں نے فرمایا ایک۔

آپ نے مدینہ آنے کے بعد صرف ایک حج کیا اور چار عمرے کئے پہلا عمرۃ حب مشرکین نے بیت اللہ جانے سے روک دیا تھا [حدیبیہ کے مقام پر]

[دوسرا عمرہ] جب حدیبیہ میں صلح ہو گئی تو اس سے اگلے سال (جسکو عمرہ القضاء کہا جاتا ہے [تیسرا عمرہ] مقام جعرانہ سے جب جنگ حنین کے مال غنیمت کی تقسیم سے فارغ ہوئے ذی القعدہ کے مہینہ میں،

[چوتھا عمرہ] حج کے ساتھ (متفق علیہ)

[چار عمروں کا مطلب چار مرتبہ عمروں کا احرام باندھا، اگرچہ عمر تین کئے]

یہ مدینہ منورہ تشریف لانے کے بعد کا عمل ہے، مکہ مکرمہ میں کس قدر حج کیے اور کس قدر عمرے کئے اسکو محفوظ نہیں کیا گیا

باقی آپکا حج وہی ہے جسکو حجۃ الوداع کہتے ہیں، جس میں آپ نے لوگوں کو الوداع کیا اور یہ بھی فرمایا کہ شاید اس سال کے بعد تم مجھے نہ دیکھ سکو، [فتح الباری میں حافظ ابن حجر عسقلانی کے بیان اور طرز بیان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت سے قبل ہر سال حج کرتے تھے کیونکہ مکہ کے لوگ ہر

سال حج کیا کرتے تھے۔ ایسا ہونا ناممکن ہے کہ سب حج کے لیے جائیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف نہ لے جائیں، خصوصاً نبوت کے بعد تو آپ ﷺ منٰی وغیرہ میں دعوت اسلام بھی دیتے تھے، لیکن اس مضمون کو کسی نے واضح طور پر قلم بند نہیں کیا]۔(مترجم)

فصل نمبر ۶

آپ ﷺ کے غزوات کا ذکر مبارک

مشہور روایت کے مطابق آپ نے بنفس نفیس ۲۵ غزوات میں شرکت کی جیسا کہ محمد بن اسحٰق، ابو معشر اور موسی بن عقبہ وغیرہ
نے نقل کیا ہے

☆ انہی حضرت سے اور بعض دیگر حضرات سے ۲۷ غزوات میں شرکت بھی منقول ہے

☆ چھوٹے بڑے لشکر جو آپ نے بھیجے وہ ۵۰ کے قریب تھے لیکن معاملہ اور لڑائی صرف نو غزوات میں پیش آئی۔

(۱) غزوہ بدر (۲) غزوۂ احد (۳) غزوہ خندق (۴) غزوہ بنی قریظہ (۵) غزوہ بنی مصطلق (۶) غزوہ خیبر (۷) فتح مکہ (۸) عروہ حنین (۹) غزوہ طائف

☆ یہ بھی کہا گیا ہے کہ وادی قرای میں اور غابہ میں اور بنو نضیر سے بھی لڑائی کی نوبت آئی

فصل نمبر ۷

آپؐ کے کاتبوں اور قاصدوں کے بیان میں

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کاتب:

آپ کے کاتبوں میں (۱) حضرت ابو بکر صدیق (خلیفہ اول) (۲) حضرت عمر بن خطاب (خلیفہ ثانی) (۳) حضرت عثمان بن عفان (خلیفہ ثالث) (۴) حضرت علی بن ابی طالب خلیفہ رابع (۵) عامر بن فھیرہ (۶) عبد اللہ بن ارقم الزھری (۷) حضرت ابی بن کعب (۸) حضرت ثابت بن قیس بن شماس (۹) خالد بن سعید بن عاص (۱۰) حنظلہ بن ربیع الاسیدي (الاسدی) (۱۱) حضرت زید بن ثابت (جنہوں نے قرآن پاک کو جمع کیا) (۱۲) حضرت معاویہ بن ابی سفیان۔ جنہوں نے حضرت حسن بن علی سے صلح کی اور صلح کے بعد بیس سال تک اسلامی دنیا پر حکومت کی اور فتوحات کیں (۱۳) شر جیل ابن حسنہ رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ حضرت معاویہ بن ابی سفیان اور زید بن ثابت لکھنے کے کام کے لیے خاص تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قاصد:

(۱) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمرو بن امیہ ضمری کو قاصد بنا کر نجاشی کے پاس بھیجا۔ نجاشی اصحمہ تھا [جس کا مطلب عطیہ ہوتا ہے]

نجاشی نے آپ کا خط مبارک لیا اور اپنی آنکھوں پر رکھا تخت سے اتر کر زمین پر بیٹھ گیا اور اسلام لے آیا اور اس کا اسلام لانا بہت عمدہ رہا، حضرت جعفر بن ابی طالب اور ان کے ساتھیوں کی موجودگی میں وہ ایمان لائے۔

اور صحیح روایت سے ثابت ہے کہ آپ ؐ نے جس دن وہ فوت ہوئے ان کی جنازہ کی نماز پڑھی اور روایت میں یہ بھی ہے کہ مسلسل نجاشی کی قبر سے ایک عرصہ تک نور اٹھتا رہا۔

(۲) اور آپ نے دحیہ کلبی کو روم کے بادشاہ قیصر کی طرف بھیجا جس کا نام ھرقل تھا اس نے حضور علیہ السلام کے بارے میں پوچھا اور آپکی نبوت کو صحیح جانا اور اسلام لانے کا ارادہ بھی کیا لیکن روم والوں نے موافقت نہ کی بلکہ مخالفت کی وہ اس لیے اسلام لانے سے رک گیا۔

(۳) عبداللہ بن حذافہ سہمی کو حضور ﷺ نے فارس کے بادشاہ کسریٰ کی طرف بھیجا اس نے آپ علیہ السلام کے خط کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا آپ نے فرمایا اللہ اسکے ملک کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیں گے پھر اللہ تعالیٰ نے اس کے اور اس کی قوم کے ملک کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا

(۴) حاطب بن ابی بلتعہ کو اسکندریہ کے بادشاہ مقوقس کی طرف مصر بھیجا اس نے اچھا معاملہ کیا، اسلام لانا چاہتا تھا لیکن اسلام نہ لایا اور آپ کو بطور ہدیہ دو باندیاں (۱) ماریہ قبطیہ (۲) اور اسکی بہن سیرین کو بھیجا آپ نے ماریہ کو اپنے پاس رکھا اور اسکی بہن حسان بن ثابت کو ہدیہ کر دی۔ حضرت حسان کا اس سے ایک بیٹا عبدالرحمن پیدا ہوا۔

(۵) حضرت عمرو بن عاص کو حضور ﷺ نے عمان کے دو سرداروں، (۱) جیفر (۲) اور عبد ابنی الجلندی کی طرف بھیجا اور وہ دونوں ازد سے تھے ان میں سے ملک جیفر مسلمان ہوا۔ اور اس نے اسلام کی تصدیق کی اور حضرت عمرو بن عاص کو صدقات جمع کرنے اور اپنے درمیان فیصلہ کرنے کی اجازت دے کر قاضی مقرر کر دیا حضرت عمرو بن عاص حضور علیہ السلام کی وفات تک وہیں رہے۔

(۶) حضرت سلیط بن عمرو ابن عامری کو حضور نے یمامہ کے سردار ہوذہ بن علی الحنفی کے پاس بھیجا (یہاں حنفی سے مراد قبیلہ بنو حنیفہ ہے)، اس نے ان کی تعظیم کی اور اپنے پاس ٹھکانہ دیا اس نے حضور ﷺ کو پیغام بھیجا جسکی طرف آپ بلا رہے ھیں وہ کتنی ہی اچھی اور عمدہ چیز ہے اور میں اپنی قوم کا خطیب اور شاعر ہوں آپ مجھے کچھ اختیارات دیجیئے آپ نے اختیار دینے سے انکار فرما دیا اور وہ مسلمان نہیں ہوا اور فتح مکہ کے زمانہ میں وفات پائی

(۷) شجاع بن وھب الاسدی کو حضور ﷺ نے ملک شام کے علاقہ بلقاء کے بادشاہ حارث بن ابی شمر الغسانی کے پاس بھیجا۔ شجاع نے قاصد سے کہا میں نے اس معاملہ کو ختم کر دیا اور وہ دمشق کے شہر غوطہ میں تھا اس نے حضور کا خط پڑھا پھر اسکو پھینک دیا اور اس نے کہا میں آپ کے پاس جا رہا ہوں۔

(یعنی حملہ کرنے کے لیے) اور اس کا اس نے پکا ارادہ کر لیا لیکن قیصر نے اسے روک دیا۔

(۸) مہاجر بن امیہ مخزومی کو حضور ﷺ نے ملک یمن کے ایک علاقے کے سردار حارث حمیری کے پاس یمن بھیجا۔

(۹) علاء بن حضرمی کو حضور ﷺ نے بحرین کے باشاہ منذر بن ساوی العبدی کے پاس بھیجا اور ایک خط لکھ کر دیا جس میں اسے اسلام کی دعوت دی گئی تھی وہ مسلمان ہو گیا اور اس نے آپ کی تصدیق کی۔

(۱۰) حضور ﷺ نے حضرت ابو موسی اشعری اور حضرت معاذ بن جبل کو تمام اہل یمن کی طرف اسلام کا داعی بنا کر بھیجا۔ یمن کے اکثر لوگ اور ان کے بادشاہ خوشی خوشی بغیر لڑائی کے اسلام میں داخل ہو گئے۔

فصل نمبر ۸

آپؐ کے چچاؤں اور پھوپھیوں کے بیان میں

آپ ﷺ کے چچاؤں کا ذکر:

آپ ﷺ کے گیارہ چچا تھے۔

(۱) حارث: یہ عبد المطلب کے سب سے بڑے بیٹے تھے اور انھی کے نام پر عبد المطلب نے اپنی کنیت رکھی تھی حارث کے بیٹوں اور پوتوں میں سے بہت سے لوگ اسلام لائے اور آپ کے صحابی بنے [جیسے ابو عبیدہ جو بدر میں شہید ہوئے اور ابو سفیان بن حارث فتح مکہ میں مسلمان ہوئے]۔

(۲) قثم: یہ بچپن میں فوت ہوئے۔اور یہ حارث کے خیفی بھائی تھے

(۳) زبیر: یہ قریش کے سرداروں میں سے تھے۔اور ان کا بیٹا عبد اللہ بن زبیر آپ کے ساتھ حنین میں شریک ہوئے اور جم کر لڑے اور جنگ اجنادین میں بھی شریک ہوئے اور ایک روایت میں یہ ہے کہ وہ ان سات لوگوں کے پہلو میں شہید پائے گئے جنہیں انھوں نے قتل کیا تھا۔

☆ ضباعۃ بنت زبیر بھی صحابیہ ہیں۔

☆ام حکم بنت زبیر بھی صحابیہ میں اور رسول اللہ سے روایت بھی کرتی ہیں

(۴) حمزہ: جنکو اللہ کے رسول نے اسد اللہ واسد رسولہ فرمایا وہ آپ کے رضاعی بھائی بھی ہیں شروع میں ہی اسلام لے آئے تھے اور مدینہ ہجرت بھی کی بدر میں شریک ہوئے اور احد میں خود شہید ہوئے اور ان کی صرف ایک بیٹی تھی ایک روایت میں یہ ہے کہ ان کے چار بچے تھے دو بیٹے اور دو بیٹیاں

ا۔امامہ، ۲۔ سلمٰی یہ دونوں صحابیہ ہیں۔

۳۔یعلی، ۴۔ عمارہ یہ صحابی نہیں تھے۔

(۵) عباس: جنکی کنیت ابو الفضل ہے وہ اسلام لائے اور بہت اچھا اسلام لائے اور مدینہ ہجرت بھی کی اور حضرت عباس حضور ﷺ سے عمر کے اعتبار سے تین سال بڑے تھے۔ حضرت عباس کے دس بیٹے تھے جن میں سے فضل اور عبد اللہ اور عبید اللہ اور قثم صحابی ہیں حضرت عباس حضرت عثمان کے زمانہ خلافت ۳۲ھ مدینہ منورہ میں فوت ہوئے اور حضور کے چچاؤں میں سے سوائے عباس اور حمزہ کے کوئی اسلام نہیں لایا۔

(٦) ابو طالب: جن کا نام عبد مناف ہے وہ حضور ﷺ کے والد عبد اللہ کے ماں شریک بھائی ہیں اور عاتکہ جنہوں نے بدر کے موقع پر خواب دیکھا تھا ان کی ماں فاطمہ بنت عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم ہیں۔

☆ ابو طالب نے کفر کی حالت میں وفات پائی۔

☆ عقیل، جعفر اور علی اور امّ ہانی (ام طالب) یہ سب صحابہ میں سے تھے اور امّ ہانی کا نام فاختہ تھا بعض نے کہا ہند تھا۔

☆ اور جمانہ رضی اللہ عنہا بھی ان کی اولاد میں مذکور ہیں۔

(۷) ابو لہب ان کا نام عبد العزیٰ تھا ان کے باپ نے ان کی کنیت ابو لہب رکھی تھی۔

اس لیے کہ وہ انتہائی خوبصورت چہرے والا تھا اسکی اولاد میں ۱۔ عتبہ ۔۲۔ معتب جنگ حنین میں حضور کے ساتھ ثابت قدم ہو کر لڑے یہ دونوں صحابی ہیں۔ اور ابو لہب کی بیٹی درّہ بھی صحابیہ ہیں۔

☆ ابو لہب کا ایک بیٹا عتیبہ تھا جسکو آپ کی بد دعا کی وجہ سے ملک شام کی سرزمین پر شیر نے کفر کی حالت میں قتل کر دیا تھا۔

(۸) عبد الکعبہ

(۹) حجل ان کا نام مغیرہ تھا

(۱۰) ضرار یہ عباس کے خیفی بھائی تھے

(۱۱) غیداق، ان کا نام غیداق اس لئے پڑا کہ یہ قریش میں سب سے زیادہ سخی اور سب سے زیادہ مہمان نواز تھے۔

آپ ﷺ کی چھے پھوپھیاں تھیں

(۱) حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا، اسلام لائیں اور ہجرت کی۔ یہ حضرت زبیر بن عوام کی والدہ ہیں، حضرت عمر کے زمانہ خلافت میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ یہ حضرت حمزہ کی اخیافی بہن ہیں

(۲) حضرت عاتکہ، بعض کہتے ہیں کہ یہ اسلام لے آئیں تھی، یہ وہی ہیں جنہوں نے غزوہ بدر سے پہلے خواب دیکھا تھا۔ انکا نکاح ابی عبد بن مغیرۃ بن عبد اللہ بن عمر [عمرو] بن مخزوم سے ہوا تھا۔ انکی اس سے اولاد بھی تھی۔

☆ عاتکہ کا ایک بیٹا عبد اللہ تھا اسلام لایا، شرف صحابیت بھی حاصل تھا، اور زھیر اور رقیہ الکبری بھی شرف صحابیت سے سرفراز ہوئے۔

(۳) اروٰی رضی اللہ عنھا بنت عبد المطلب، انکا نکاح عمیر بن وھب بن عبد الدار سے ہوا تھا، انکا ایک بیٹا طلیب بن عمیر تھا اولین مہاجرین میں انکا شمار ہے، غزوہ بدر میں شریک ہوا، اور جنگ اجنادین میں شہید ہوئے۔ انکی کوئی اولاد نہ تھی۔

(۴) أمیمۃ بنت عبد المطلب، انکا نکاح جحش بن رئاب سے ہوا تھا، ان سے اولاد بھی تھی۔

☆ عبد اللہ، جو احد میں شہید ہوئے۔ اور ابا احمد جسکا نام عبدؓ تھا اور زینب ان کی بیٹی تھیں، جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ تھیں، اور حبیبہ، حمنہ، سب کے سب صحابی اور صحابیات میں سے تھے،

☆ انکا ایک بیٹا، عبید اللہ بن جحش تھا جو مسلمان ہو کر پھر عیسائی ہو گیا تھا، اور حبشہ میں کفر کی حالت میں مر گیا۔

(۵) برّۃ بنت عبد المطلب، انکا نکاح عبد الاسد بن ھلال بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم سے ہوا تھا، انکا ایک بیٹا ابو سلمہ تھا، یہ ام سلمہ کے خاوند تھے۔ انکی وفات کے بعد پھر ام سلمہ کا نکاح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہوا وہ ام المؤمنین کے شرف سے مشرف ہوئیں۔ آپکی اس پھوپھی کا نکاح عبد الاسد کے بعد ابو رُھم بن عبد العزّٰی بن ابی قیس سے ہوا، ابو رُھم سے بھی ایک بیٹا ابا سبرہ بن ابی رُھم پیدا ہوا، اور صحابی رسول بنا۔

(٦) ام حکیم، انکا نام بیضاء بنت عبد المطلب تھا، انکا نکاح کریز بن ربیعۃ بن حبیب بن عبد شمس بن عبد مناف سے ہوا تھا، ان سے انکی ایک بیٹی، اروٰی بنت کریز پیدا ہوئیں، صحابیہ تھیں، یہی اروٰی (خلیفہ سوم) عثمان بن عفان کی والدہ تھیں۔

حضور ﷺ کی ازواج کا ذکر مبارک

(۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلا نکاح حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے کیا، جبکہ آپ کی عمر مبارک پچیس سال کی تھی، نبوت ملنے تک آپکے نکاح میں تھیں، نبوت ملنے کے بعد آپکی سچی وزیر و معاون بنیں، ہجرت مدینہ سے تین سال پہلے یا پانچ سال پہلے یا چار سال پہلے مکہ میں وفات پائی، تینوں میں پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔[جنت معلاء میں دفن ہوئیں]

(۲) آپ نے دوسرا نکاح سودہ بنت زمعہ بن قیس سے کیا، یہ نکاح حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد اور، ہجرت سے پہلے سودہ آپ سے پہلے سُکران بن عمرو کے نکاح میں تھیں۔ اس کے بعد آپ کے نکاح میں آئیں، ایک موقع پر حضور ﷺ نے انکو طلاق دینے کا ارادہ بھی کیا، لیکن انہوں اپنی باری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دے دی آپ نے قبول فرمالیا۔

(۳) تیسرا نکاح، حضور ﷺ نے حضرت عائشہ بنت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہا سے کیا، ہجرت سے دو سال پہلے بعض نے کہا ہجرت سے تین سال پہلے، اسوقت حضرت عائشہ کی عمر صحیح قول کے مطابق چھ (۶) سال تھی، اگرچہ ایک قول سات [۷] سال کا بھی ہے۔ ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں انکی رخصتی ہوئی۔ جبکہ حضرت عائشہ کی عمر نو[۹] سال کی تھی.

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر اٹھارہ سال تھی۔

☆ حضرت عائشہ نے ۵۷ھ /۵۸ھ میں وفات پائی۔ پہلا قول زیادہ صحیح ہے، جنت البقیع میں دفن ہوئیں، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انکے علاوہ کسی باکرہ سے نکاح نہیں کیا۔ حضرت عائشہ کی کنیت ام عبد اللہؓ تھی، کیونکہ ایک روایت میں ہے کہ حضور ﷺ کا ایک ناتمام بچہ ساقط ہو گیا تھا۔ لیکن یہ روایت پایہ ثبوت تک نہیں پہنچی۔

(۴) چوتھا نکاح حضور ﷺ نے حضرت حفصہ بنت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہا سے کیا، آپ ﷺ سے پہلے انکا نکاح صحابی رسول خنیس بن حذافہ سے تھا۔ وہ مدینہ منورہ میں فوت ہوئے۔ غزوہ بدر میں بھی شریک ہوئے تھے۔

☆ ایک روایت میں ہے کہ ایک موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہ کو طلاق بھی دے دی تھی۔ اسوقت جبرائیل امین تشریف لائے اور آپ سے فرمایا، کہ اللہ تعالی آپکو حکم دیتے ہیں کہ حفصہ سے رجوع کریں کیونکہ وہ دن بھر روزہ رکھتی ہیں، رات بھر نماز پڑھتی ہیں اور وہ جنت میں بھی آپکی بیوی ہونگی، [طبرانی اور بزار نے اسکو روایت کیا ہے، اگرچہ اس میں ایک راوی ضعیف ہے]

حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضور ﷺ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دی، اور اس طلاق کی خبر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ملی، وہ پریشان ہوئے اپنے سر میں مٹی ڈالی اور اپنے آپ سے کہنے لگے اسکے بعد تیری بیٹی کا کیا ہوگا؟

اس پر حضرت جبرئیل تشریف لائے اور عرض کیا اللہ تعالی آپکو حکم دیتے ہیں کہ حفصہ سے رجوع کریں حضرت عمر کی خاطر کہ انکی پریشانی دور ہو جائے [رواۃ الطبرانی] حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے ۴۷ھ میں وفات پائی۔

(۵) پانچواں نکاح، حضور ﷺ نے ام حبیبہ بنت ابو سفیان صخر بن حرب بن اُمیۃ بن عبد شمس بن عبد مناف سے کیا، انہوں سے اپنے پہلے خاوند عبید اللہ بن جحش کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ وہ وہاں جاکر عیسائی ہو گیا، یہ اسلام پر قائم رہیں، حضور ﷺ کا ان سے نکاح ہوا، جب یہ حبشہ میں تھیں نجاشی کی معرفت سے، اسی نے انکا مہر چار سو دینار ادا کیا، آپ نے نکاح کروانے کیلئے عمرو بن امیہ ضمری کو بھیجا تھا۔ حبشہ میں اُم حبیبہ کے نکاح کا ولی حضرت عثمان بن عفان تھے یا خالد بن سعید بن عاص تھے،

۴۴ھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی،

(٦) چھٹا نکاح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام سلمہ سے کیا ام سلمۃ کا نام، ھند بنت ابی اُمیۃ بن المغیرۃ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم بن یقظۃ بن مرہ تھا، آپ سے پہلے انکا نکاح ابو سلمہ یعنی عبد اللہ بن عبد الاسد سے ہوا تھا، مدینہ منورہ میں ٦٢ھ میں وفات پائی۔ بقیع میں دفن ہوئیں۔

کہا گیا ہے کہ آپکی آخری بیوی ہیں جو سب سے آخر میں فوت ہوئیں۔ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ آخری وفات حضرت میمونہ کی [مقام سرف مکہ میں ہوئی] واللہ اعلم

(۷) ساتواں نکاح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب بنت جحش بن رئاب بن یعمر بن صبرۃ بن مرۃ بن کثیر سے ہوا۔ یہ آپکی پھوپھی امیمہ کی بیٹی تھیں یہ آپ سے پہلے آپ کے غلام [آزاد کردہ غلام] حضرت زید بن حارثہ کے نکاح میں تھیں انہوں نے طلاق دے دی تھی۔ پھر انکا نکاح اللہ تعالی نے آسمانوں پر کر دیا۔ دنیا میں عقد نہیں کیا گیا، اور یہ صحیح روایات میں ہے کہ بقیہ ازواج سے کہا کرتی تھیں

کہ تمہارے نکاح تمہارے باپ داداؤں نے کئے ہیں، لیکن میرا نکاح ساتوں آسمانوں سے اوپر خود اللہ تعالی نے کیا۔ ۲۰ھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔

(۸) آٹھواں نکاح حضور صلی اللہ علیہ وسلم، نے زینب بنت خزیمۃ بن حارث بن عبداللہ بن عمرو بن عبد مناف سے کیا، یہ ام المساکین کے نام سے مشہور تھیں، کیونکہ وہ غریبوں کو کثرت سے کھانا کھلاتی تھیں۔

آپ سے پہلے وہ عبداللہ بن جحش کے نکاح میں تھیں، بعض کہتے ہیں۔ طفیل نامی شخص کے نکاح میں تھیں، لیکن پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔ ۳ھ میں نکاح کیا، پہلے خاوند کے پاس بہت کم مدت دو ماہ یا تین ماہ رہیں۔

(۹) نواں نکاح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے، جویریہ بنت حارث بن ابی ضرار بن حبیب بن حارث بن عائذ بن مالک بن مصطلق سے کیا، مال غنیمت کی تقسیم میں وہ حضرت ثابت بن قیس بن شماس کے حصہ میں آئی تھیں، جویریہ نے ان سے مال کے بدلے میں آزادی لے لی تھی، وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مال کتابت کے تعاون کے لیے حاضر ہوئیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انکا بدلہ کتابت اداء کر کے ان سے نکاح کر لیا، یہ نکاح ۶ھ میں ہوا، حضرت جویریہ نے کہا ۵۶ھ میں وفات پائی۔

(۱۰) دسواں نکاح، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے، صفیۃ بنت حیی بن اخطب سے کیا، یہ حضرت ہارون علیہ السلام کے سلسلہ خاندان سے تھیں، یہ غزوہ خیبر میں قید ہو کر آئی تھیں، ان سے پہلے وہ کنانہ بن ابی الحقیق کے نکاح میں تھیں، اس

جنگ میں وہ مارا گیا تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صفیہ کو آزاد کر دیا تھا اور انکی آزادی کو مہر قرار دیا گیا، انکی وفات رمضان ۳۶ھ میں یا ۵۶ھ میں ہوئی،

(۱۱) گیارھواں نکاح، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت میمونہ بنت حارث بن حزن سے کیا، حضرت میمونہ، حضرت خالد بن ولید اور عبداللہ بن عباس کی خالہ تھیں (حضرت عباس عمّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سالی تھیں۔(مترجم) انکا نکاح مکہ مکرمہ سے اٹھارہ کلومیٹر باہر مقام سرف میں ہوا، آج کل اس جگہ کا نام نواریہ ہے، یہ مکہ کو مدینہ شریف سے آتے ہوئے نقطہ تفتیش یعنی چیک پوسٹ، سے چند ایکڑ کے فاصلہ پر برلب سڑک واقع ہے، وہیں رخصتی ہوئی، اور وہیں وفات پائی اور وہیں دفن ہوئیں۔ یہ آخری ہیں جنہیں ام المومنین بننے کا شرف حاصل ہوا، ۶۳ھ میں وفات پائی۔ [بندہ نے اس جگہ کی بے شمار مرتبہ زیارت کی]

عجیب بات:

یہ بھی ایک عجوبہ سے کم نہیں کہ مقام سرف میں انکا نکاح ہوا جب آپ احرام باندھے مکہ تشریف لا رہے تھے، عمرہ سے واپسی پر اسی جگہ رخصتی اور سہاگ رات منائی گئی۔ طویل زندگی گزارنے کے بعد مدینہ شریف سے مکہ کو آتے ہوئے مقام سرف کے قیام کے دوران وفات ہوئی اور وہیں دفن ہوئیں، یعنی ایک سفر میں نکاح، دوسرے سفر میں رخصتی، تیسرے سفر میں اسی جگہ وفات [یہ واقعہ احناف کی دلیل ہے کہ حالت احرام میں، محرم اپنا نکاح بھی کر سکتا ہے اور دوسرے کا نکاح بھی کروا سکتا ہے، البتہ شوافع اسکے قائل نہیں ہیں] (مترجم)

خلاصہ:

یہ گیارہ عورتیں ہیں جن سے نکاح بھی ہوا اور آپ ان سے ملے بھی، اسکے علاوہ سات عورتیں اور بھی ہیں جن سے صرف نکاح ہوا، لیکن رخصتی کی نوبت نہ آئی آپ ان سے ملے نہیں،

[کتب تاریخ و حدیث کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوا کہ آپ گیارہ عورتوں سے نکاح کے بعد ملے، اور بعض سے نہیں ملے، اور بعض پر داخل تو ہوئے لیکن طلاق دے دی، حضور صلی اللہ علیہ سلم کی وفات کے وقت صرف نو (۹) بیویاں تھیں، کتب میں ایسی عورتوں کے (۲۴) چوبیس نام ملتے ہیں، جو حسب ذیل ہیں۔

(۱) أسماء بنت النعمان (۲) أميمة بنت شراحيل

(۳) جويرية بنت الحارث (۴) حفصة بنت عمر

(۵) خديجة بنت خويلد (۶) رملة بنت أبي سفيان

(۷) زينب بنت جحش (۸) زينب بنت خزيمة

(۹) سنا بنت أسماء (۱۰) سودة بنت زمعة

(۱۱) شراف بنت خليفة (۱۲) صفية بنت حيي

(۱۳) ضباعة بنت عامر (۱۴) العالية بنت ظبيان

(۱۵) عائشة بنت أبي بكر (۱۶) عمرة بنت يزيد

(۱۷) فاطمة بنت الضحاك (۱۸) قتيلة بنت قيس

(۱۹) ليلى بنت حكيم (۲۰) ميمونة بنت الحارث

(۲۱) هند بنت أبي أمية (۲۲) هند بنت يزيد

(۲۳) أم شريك بنت جابر (۲۴) أم شريك القرشية العامرية

[بعض اہل علم نے یہ تعداد ۱۴۱ اکتالیس تک بتلائی ہے۔ تفصیل کیلئے۔ عمدۃ القاری، زرقانی، انوار الباری شرح بخاری علامہ محمد انور شاہ کشمیری، دیکھیں، مترجم]

فصل نمبر۹

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خدّام کاذکر

صحابہ کرام میں بہت سارے لوگوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کا شرف حاصل ہوا، چند کے نام یہ ہیں جو معلوم ہوسکے۔

(۱) حضرت انس بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ

(۲) حضرت ھند رضی اللہ عنہ

(۳) حضرت اسماء، یہ دونوں حارثہ اسلمی کے بیٹے تھے

(۴) ربیعہ بن کعب اسلمی

(۵) حضرت عبداللہ بن مسعود، جو صاحب نعلین کے نام سے مشہور ہیں، آپ کے مبارک جوتے ان کے پاس رہا کرتے، جب آپ کو کہیں جانا ہوتا تو پہنا دیتے اور جب آپ اتارتے تو وہ سنبھال لیتے

(۶) حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ، سفر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خچر کو چلاتے تھے [بندہ مترجم کو یہ سعادت حاصل ہے کہ مصر، قاھرہ میں حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ، کی قبر کی زیارت کی]

(۷) حضرت بلال رضی اللہ عنہ، ان کے ذمہ اذان کی خدمت بھی تھی

(۸) حضرت سعد رضی اللہ عنہ، جو حضرت ابو بکر کے غلام تھے، لیکن خادم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے

(۹) ذو مِخْمَر، جو نجاشی کا بھتیجا تھا، **بعض** نے کہا بھانجا تھا، **بعض** حضرات نے ان کا نام مُخَبَّر بتایا ہے۔

(۱۰) بکیر بن شدّاخ اللیثی۔

(۱۱) حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ۔

فصل نمبر ۱۰

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلاموں کا ذکر

(۱) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے پہلے غلام حضرت زید بن حارثہ تھے [حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہ نے آپ کو ہدیۃً پیش کیا] اور ان کے بیٹے اسامہ بھی آپ کے غلام تھے، جن کو اسامہ بن زید کہا جاتا ہے جن کے بارے میں یہ الفاظ بھی ملتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب کے محبوب بیٹے [الحب ابن الحب] [یہی حضرت زید ہیں جن کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا منہ بولا بیٹا بنا لیا تھا، اور صحابہ کرام میں سے صرف حضرت زید کا نام قرآن پاک میں ہے سورۃ احزاب میں ہے فَلَمَّا قَضٰی زَیْدٌ

(۲) ثوبان بن بجدر، یہ یمنی تھے۔

(۳) ابو کبشہ، یہ مکہ میں پیدا ہوئے، ان کا نام سُلیم تھا جیسا کہ بعض حضرات نے کہا غزوہ بدر میں شریک ہوئے بعض حضرات فرماتے ہیں کہ یہ ارض دوس [قبیلہ دوس] میں پیدا ہوئے۔

(۴) اَنَسَہ، یہ مقام السّراۃ میں پیدا ہوئے، یہ یمن کی طرف ایک علاقے کا نام ہے جو تہامہ اور یمن کے درمیان واقع ہے،

(۵) صالح، جو شقران کے لقب سے مشہور ہیں۔

(۶) رباح، اسود کے نام سے مشہور تھے۔

(۷) یسار، نوبی، نوبہ ایک علاقے کا نام ہے جو جنوب مصر میں واقع ہے۔

(۸) ابو رافع، ان کا نام اسلم ہے بعض نے ابراہیم نام بتایا ہے یہ پہلے حضرت عباس کے غلام تھے انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہبہ کر دیا تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو آزاد کر دیا تھا،

(۹) ابو مویھبہ ان کا نام فضالہ تھا ان کی ولادت قبیلہ مزینہ کے علاقے میں ہے پھر یہ شام چلے گئے

(۱۰) رافع، یہ سعید بن عاص کے غلام تھے، ان کے بعد ان کا بیٹا وارث بنا، اس نے ان کا کچھ حصہ آزاد کر دیا، اور کچھ حصہ روک لیا، رافع حضور ﷺ سے مدد طلب کرتے ہوئے آئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ہدیہ دیا اس پر یہ لوگوں سے کہا کرتے تھے:

انا مولا رسول الله صلى الله عليه وسلم، میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہوں،

(۱۱) مِدعَم تھے، حضرت رفاعہ بن زید جزامی نے آپ کو ہدیہ کیا تھا یہ حِسم کے علاقے میں پیدا ہوئے وادی قرای، کی لڑائی میں قتل ہوئے۔

(۱۲) کِرکِرَہ انہوں نے ایک معرکہ میں غنیمت سے کچھ چوری کیا تھا [اس کا تفصیلی واقعہ موطا امام مالک اور بخاری میں موجود ہے]

(۱۳) زید، یہ بلال بن یسار کے دادا ہیں

(۱۴) عبید

(۱۵) طہمان، ان کے نام میں اختلاف ہے یا کیسان یا مہران یا ذکوان یا مروان

(۱۶) مَابورؓ، یہ قبطی تھے مقوقس نے آپ کو ہدیہ کیا تھا،

(۱۷) واقد ابو واقد، بعض نے کہا ان کا نام ھشام ہے ابو ضمرہ [کنیت] عباس کہتے ہیں ان کا نام حنین کنیت ابو عسیب ہے ان کا نام احمر کنیت ابو عبید ہے،

(۱۸) سفینہ، یہ ام سلمہ [ام المومنین] کے غلام تھے انہوں نے اس شرط پر آزاد کیا کہ زندگی بھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کروگے حضرت سفینہ نے عرض کیا اگر آپ یہ شرط نہ لگائیں تب بھی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر نہ جاتا۔

☆ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ مشہور غلام تھے

☆ ایک روایت میں ہے ۴۰ غلام تھے [علامہ ابن حجر رحمہ اللہ نے الاصابہ میں (۶۳) نام گنوائیں ہیں جو حسب ذیل ہیں

(۱) أسد (۲) أفلح (۳) أنس (۴) أنسة (۵) باذام

(۶) بدر (۷) ثوبان (۸) دوس (۹) رافع (۱۰) رباح

(۱۱) رویفع (۱۲) زید بن بولا (۱۳) زید بن حارثة

(۱۴) سعد (۱۵) عبید (۱۶) سعد بن مینا (۱۷) سفینة

(۱۸) شقران (۱۹) عبداللہ بن عبدالغافر (۲۰) عبدة

(۲۱) عبیداللہ بن أسلم (۲۲) عجلان (۲۳) غیلان (۲۴) فضالة

(۲۵) کرکرة (۲۶) محمد (۲۷) مدعم (۲۸) مکحول

(۲۹) مھجع (۳۰) نفع (۳۱) نبیہ (۳۲) نفیع بن الحارث

(۳) نوبة (۳۴) ھشام (۳۵) واقد (۳۶) وردان

(۳۷) أبو أثیلة (۳۸) أبو البشیر (۳۹) أبو الحمراء

(۴۰) أبو رافع (۴۱) أبو سلام (۴۲) أبو السمح (۴۳) أبو عسیب

(۴۴)أبو کبشة (۴۵)أبو کیسان (۴۶)أبو لبابة (۴۷)أبو لقیط
(۴۸)أبو مویھبة (۴۹)أبو واقد (۵۰)أمیمة (۵۱)بریرة
(۵۲)خضرة (۵۳)ریحة (۵۴)رضوی (۵۵)روضة
(۵۶)سائبة (۵۷)سلمی (۵۸)موھبة
(۵۹)میمونة بنت سعد (۶۰)میمونة بنت أبي عسیب

آپ کی باندیاں چار تھیں:

(۱)ام رافع

(۲) برکتہ، جن کی کنیت ام ایمن تھی، جو آپ کو اپنے والد کی میراث سے ملی تھی، یہی ام اسامہ بن زید تھیں۔

(۳) میمونہ بنت سعد (۴) خضرہ/رضویٰ

فصل نمبر ۱۱

آپ ﷺ کے گھوڑوں کا ذکر

(۱) سب سے پہلا گھوڑا جس کے آپ مالک بنے اس کا نام سکب تھا جو آپ ﷺ نے بنی فنزارہ کے ایک دیہاتی سے دس اوقیہ میں خریدا تھا دیہاتی نے اس کا نام [ضَرِس] رکھا ہوا تھا، آپ ﷺ نے اس کا نام بدل کر سکب رکھ دیا [سکب کا معنی تیز رفتار، دوڑنے والا جس کا چہرہ سفید تھا اس کے پاؤں پر سفید نشان تھے، یہ پہلا گھوڑا تھا جس پر آپ ﷺ نے جہاد کیا، اس کے [گلے] میں ایک [قلادہ] مالا تھا، آپ ﷺ نے اس کا مقابلہ کروایا وہ جیت گیا آپ ﷺ بہت خوش ہوئے۔

(۲) مُرتَجِز، جو آپ ﷺ نے قبیلہ بنی مرہ کے ایک دیہاتی سے خریدا تھا، جس بیع پر حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ نے گواہی دی تھی [جس کا نام صہیلہ رکھا گیا]

☆ سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کے پاس تین گھوڑے تھے۔

(۱) لِزاز، یہ وہ تھا جو مقوقس نے ہدیہ کیا تھا۔

(۲) الضَّرِب، یہ وہ تھا جو فروہ بن عمرو جزامی نے ہدیہ کیا تھا

(۳) الحیف، یہ وہ تھا جو ربیعہ بن ابی البراء نے ہدیہ کیا تھا، بنی کلاب کے جانوروں میں سے اس کا بدلہ دیا گیا۔

☆اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس ایک گھوڑا تھا جس کو ورد کہا جاتا تھا، وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ نے ہدیہ کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دے دیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کسی مجاہد کو دے دیا پھر ایک موقع پر اسے بازار میں بکتا ہوا پایا [خریدنے کا ارادہ کیا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے منع فرما دیا تفصیل واقعہ مسلم اور بخاری میں موجود ہے]

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خچر کا ذکر:

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ایک خچر تھا، جس کو دلدل کہا جاتا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سفر میں استعمال کیا کرتے تھے، وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد کافی عرصہ زندہ رہا، [بوڑھا ہو گیا اس کی داڑھیں گر گئی تھیں] جوء پیس کر کھلائے جاتے تھے پھر مقام ینبع میں مرا

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا دراز گوش:

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سواریوں میں ایک حمار [گدھا] بھی تھا اس کا نام عفیر تھا وہ حجۃ الوداع میں مر گیا تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دودھ دینے والی اونٹنیوں کا ذکر:

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ۲۰ اونٹنیاں مقام غابہ میں تھی [اس جگہ مدینہ والوں کے جانور چرا کرتے تھے] اور روزانہ شام کو دودھ کے دو بڑے مشکیزے آپ کے ہاں وہاں سے لائے جاتے تھے

☆ان اونٹنیوں میں سے بعض کے نام یہ تھے۔

(۱) غزر (۲) الحنّاء (۳) السمراء (۴) عریس

(۵)سعدیہ (۶) بلعوم (۷)یُسَیرہ (۸)الریّا

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک اونٹنی کو بردہ کہا جاتا تھا جو حضرت ضحاک بن سفیان رضی اللہ عنہ نے ہدیۃً دی تھی دو اونٹنیوں کے برابر دودھ دیتی تھی۔

☆ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک اونٹنی کو مہرہ کہا جاتا تھا، جو حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دی تھی بنی عقیل کے جانوروں میں سے۔

☆ اور ایک اونٹنی کا نام الشقراء تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سواری کی اونٹنیوں کا ذکر

(۱) عضباء جسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ی اللہ عنہ سے خریدا یہ بنی حریش کی جانوروں میں سے تھی جسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ۴۰۰ میں لیا، یہی وہ اونٹنی تھی جس پر آپ نے ہجرت کی، جب آپ مدینہ تشریف لائے تو وہ ساتویں سال میں داخل ہو چکی تھی، اور یہی اونٹنی تھی جس کا نام پھر قصواء ہو گیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بکریوں کا ذکر

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دودھ دینے والی سات بکریاں تھیں

(۱) عجزہ (۲)زمزم (۳)سقیا (۴) برکہ

(۵)ورثہ (۶)اطلال (۷)اطراف

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کل سو بکریاں تھیں۔

آپ ﷺ کے ہتھیاروں کا ذکر

آپ ﷺ کے نیزوں کا ذکر:

آپ ﷺ کے تین نیزے تھے۔ جو آپ کو بنو قینقاع کے مال غنیمت سے حصے میں آئے۔

آپ ﷺ کے کمانوں کا ذکر:

آپ ﷺ کی تین کمانیں تھی

(۱)الروحاء

(۲)شوحط

(۳)صفراء

آپ ﷺ کی ڈھال کا ذکر:

آپ ﷺ کی ایک ڈھال تھی جس کی شکل دنبے کے سر جیسی تھی لیکن وہ آپ ﷺ کو ناپسند تھی پھر وہ ضائع ہو گئی۔

آپ ﷺ کی تلواروں کا ذکر:

آپ ﷺ کی ایک تلوار جس کا نام ذوالفقار تھا جو بدر کے دن آپ کو بطور خمس کے ملی، یہ وہی ہے جس کے بارے میں آپ نے خواب دیکھا تھا اور یہ تلوار منبہ بن

حجاج سہمی کی تھی، اور تین تلواریں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بنو قینقاع کی غنیمت سے حصے میں آئیں۔

(۱) قلعی

(۲) بتارا

(۳) الحتف

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دو تلواریں اور حاصل ہوئیں

(۱) مخدم

(۲) رسوب

جو آپ کو فِلس سے حاصل ہوئیں اور فلس قبیلہ طئ کے بت خانے کا نام تھا

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلوار کی دستی [پکڑنے کی جگہ] چاندی کی بنی ہوئی تھی اور اس کے ارد گرد کا حلقہ بھی چاندی کا تھا

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زرہوں کا ذکر:

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بنو قینقاع کے مال غنیمت سے دو زرہیں حصے میں آئیں

(۱) سغدیہ

(۲) فضہ

☆ محمد بن مسلمہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے احد کے دن دو زرہیں پہنی ہوئی تھیں ایک کا نام ذات الفضول تھا دوسری فضہ تھی۔ اور جنگ حنین کے دن بھی میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دو زرہیں دیکھیں ایک فضول اور دوسری سغدیہ۔

فصل نمبر ۱۲

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حلیہ مبارک کے بیان میں

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سامنے سے آتے ہوئے دیکھتے تو فرماتے:

امین مصطفی بالخیر یدعو، قضاء البدر زائلة الظلام،

ترجمہ: مصطفی امین ہیں، جو خیر کی طرف بلاتے ہیں، جیسے چاند کی روشنی سے اندھیرا زائل ہوتا ہے،

☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ زہیر بن ابو سلمی کا شعر جو انہوں نے ہرم بن سنان کے بارے میں کہا تھا اکثر پڑھا کرتے تھے:

لو کنت من شيء سوا بشر کنت المضيء لیلة البدر،

ترجمہ: اگر تو انسان کے سوا کچھ اور ہوتا تو چودھویں کے چاند کی طرح روشن ہوتا، یہ شعر پڑھنے کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیٹھنے والوں سے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کوئی دوسرا ایسا نہیں تھا،

☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سفید رنگ کے تھے، جو سرخی مائل تھا، سیاہ آنکھیں، سیدھے بال، گھنی داڑھی،

بڑے بال، خوبصورت جسم، گویا کہ آپ کی گردن چاندی کی صراحی تھی، سینہ سے لے کر ناف تک بالوں کی ایک باریک سی زنجیر تھی، آپ کے پیٹ اور سینے پر اس کے علاوہ کوئی بال نہیں تھے، ہتھیلیاں اور پاؤں پر گوشت تھے، جب چلتے تھے گویا کہ بلندی سے نیچے کی طرف اتر رہے ہیں، اور جب چلتے تو گویا کہ پہاڑ سے اتر رہے ہیں، جب کسی کی طرف متوجہ ہوتے پورے متوجہ ہوتے، اور آپ کے پسینے کے قطرے موتیوں جیسے تھے، آپ کے پسینے کی خوشبو مشک اذفر سے زیادہ عمدہ تھی، آپ نہ بہت طویل قد کے تھے نہ بہت چھوٹے قد کے تھے، آپ نہ ناپسندیدہ عمل کرتے تھے، اور نہ ناپسندیدہ بولتے تھے، نہ میں نے آپ جیسا پہلے دیکھا اور نہ آپ کے بعد دیکھا، بعض روایات میں ان الفاظ کا اضافہ بھی ہے کہ آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت تھی، اور آپ خاتم النبیین تھے، ہاتھ کے اعتبار سے سب لوگوں سے زیادہ سخی تھے، اور دل کے اعتبار سے سب سے زیادہ کشادہ دل تھے، اور زبان کے اعتبار سے سب سے زیادہ سچے تھے، سب سے زیادہ ذمہ داریوں کو پورا کرنے والے تھے، مخلوق کے لیے نرم تھے، اپنے قبیلے میں سب سے زیادہ شریف گھرانے والے تھے، جو آپ کو اچانک دیکھتا خوفزدہ ہو جاتا، اور جو گھل مل جاتا وہ محبت کرنے لگتا، آپ کی تعریف کرنے والا یہ کہنے پر مجبور ہو جاتا:

نہ میں نے ان سے پہلے کبھی ایسا دیکھا، نہ ان کے بعد،

☆ حضرت براابن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آپ علیہ السلام درمیانے قد کے تھے، دونوں کندھوں کے درمیان کا فاصلہ قدر زیادہ تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک کان کی لو تک پہنچتے تھے، میں نے آپ کو سرخ سوٹ میں

ملبوس دیکھا، میں نے کبھی کسی کو اتنا زیادہ خوبصورت نہیں دیکھا،[مراد سرخ دھاری دار ہے]

ام معبد کا حلیہ مبارک بیان کرنا:

رایت رجلا ظاهر الوضاءة، چمکدار چہرہ

ابلج الوجه، حسین چہرہ

مليح الوجه، صاف چہرہ خوبصورت

حسن الخلق، خلقت بڑی خوبصورت

لم تعبة ثجله، بڑا بطن لیکن عیب دار نہیں

ولم تزر به صعله، درمیانہ سر مبارک

وسیما قسیما، حسین اور حسین چہرہ

في عينه دعج، انکھیں کہری سیاہ

في اشفاره وطف، پلکیں لمبی تھی،

في صوته صهل، اواز میں مٹھاس

في عنقه سطع، گردن چمکدار

في لحيته كثاثة، داڑھی گھنی

ازجّ، ابرو خمدار اور لمبی

اقرن، آپس میں ملی ہوئیں

ان صمت فعليه الوقار، خاموشی میں باوقار

وان تكلم السماء وعلاه الهاء، بولتے تو دل موہ لینے والے

اجمل الناس، سب لوگوں سے زیادہ حسین

ابهاء من بعید، دور سے دیکھو تو سب سے زیادہ خوبصورت

احلاه واحسنه من قریب، قریب سے سب سے زیادہ شیری معلوم ہوتے تھے،

حلوالمنطق فصلٌ لا نزرٌ ولا هذرٌ، گفتگو نہ اس قدر مختصر کے سمجھ نہ آئے اور نہ اس قدر طویل کہ سننے والا اکتا جائے۔

کان منطقه خرزات نظم یتحدرن

لا بائن من طویل، درمیانہ قد

لا یقتحمه عین من قصر، جھکی انکھوں سے دیکھنے والے

وغصنابین وغصنین انذر الثلاثه منظرا

احسنهم قدر، عظیم المقام تھے

له رفقاء یحفون به، ان کے رفقاء اس کے محافظ تھے

ان قال انصتوا لقوله، اگر وہ بولتے تو رفقا خاموش ہو جاتے

ان امر تبادرو الأمره، اگر حکم کرتے تو لوگ بھاگ پڑتے

محفود محشود، بادشاہ جس کے ارد گرد لوگ جمع رہیں

لا عابس، خشک مزاج نہ تھے

ولا مفند، کامل عقل والے تھے۔

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کا حلیہ مبارک بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ درمیانی قد کے تھے، نہ بہت لمبے اور نہ بہت چھوٹے قد کے، چمکدار رنگ، نہ بہت زیادہ سفید [ایسی سفیدی جو بری لگے] اور نہ زیادہ گندم

گو [کہ رنگ سانولا لگے]، بال مبارک نہ بہت زیادہ کھنگریالہ [کہ ہر وقت مڑے ہی رہیں سیدھے نہ ہوں] اور نہ بہت زیادہ سیدھے [کہ ان میں خم نہ ہو]

ہند کی روایت:

حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہ سے حضور اکرم ﷺ کا حلیہ مبارک دریافت کیا، اور وہ حضور ﷺ کے حلیہ مبارک کو بہت ہی کثرت اور وضاحت سے بیان کیا کرتے تھے۔ مجھے یہ خواہش ہوئی کہ وہ ان اوصافِ جمیلہ میں سے کچھ میرے سامنے بھی ذکر کریں تاکہ میں اُن کے بیان کو اپنے لئے حجت اور سند بناؤں، اور اُن اوصافِ جمیلہ کو ذہن نشین کرنے اور ممکن ہو سکے تو اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کروں۔ (حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی عمر حضور ﷺ کے وصال کے وقت سات سال کی تھی، اس لئے حضور ﷺ کے اوصافِ جمیلہ میں اپنی کم سنی کی وجہ سے تامل اور کمال تحفظ کا موقع نہیں ملا تھا۔) ماموں جان نے حضور اکرم ﷺ کے حلیہ شریف کے متعلق یہ فرمایا کہ آپ خود اپنی ذات وصفات کے اعتبار سے بھی شاندار تھے اور دوسروں کی نظروں میں بھی بڑے رتبہ والے تھے۔ آپ کا چہرہ مبارک ماہِ بدر کی طرح چمکتا تھا۔ آپ کا قد مبارک بالکل متوسط قد والے آدمی سے کسی قدر طویل تھا لیکن زیادہ لمبے قد والے سے پست تھا۔ سر مبارک اعتدال کے ساتھ بڑا تھا۔ بال مبارک کسی قدر بل کھائے ہوئے تھے۔ اگر سر کے بالوں میں اتفاقاً خود مانگ نکل آتی تو مانگ رہنے دیتے ورنہ آپ خود مانگ نکالنے کا اہتمام نہ فرماتے تھے۔ (یہ مشہور ترجمہ ہے، اس بناپر یہ اشکال پیش آتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کا قصداً مانگ نکالنا روایات سے

ثابت ہے۔اس اشکال کے جواب میں علماء یہ فرماتے ہیں کہ اس کوابتدائے زمانہ پر حمل کیا جائے کہ اولاً حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کا اہتمام نہیں تھا، لیکن بندہ ناچیز کے نزدیک یہ جواب اس لئے مشکل ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادتِ شریفہ مشرکین کی مخالفت اور اہلِ کتاب کی موافقت کی وجہ سے مانگ نہ نکالنے کی تھی، اس کے بعد پھر مانگ نکالنی شروع فرمادی،اس لئے اچھاترجمہ جس کو بعض علماء نے ترجیح دی ہے وہ یہ ہے کہ اگربآسانی مانگ نکل آتی تو نکال لیتے تھےاوراگرکسی وجہ سے بآسانی نہ نکلتی اور کنگھی وغیرہ کی ضرورت ہوتی تواس وقت نہ نکالتے،کسی دوسرے وقت جب کنگھی وغیرہ موجود ہوتی تو نکال لیتے۔)جس زمانہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بال مبارک زیادہ ہوتے تھے توکان کی لو تک ہو جاتے تھے۔آپ کا رنگ نہایت چمکدار تھااور پیشانی کشادہ۔آپ کے ابرو خم دار، باریک اور گنجان تھے۔دونوں ابرو جدا جدا تھے، ایک دوسرے سے ملے ہوئے نہیں تھے۔ان دونوں کے درمیان ایک رگ تھی جو غصہ کے وقت اُبھر جاتی تھی۔آپ کی ناک بلندی مائل تھی اوراس پر ایک چمک اور نور تھا۔ابتدامیں دیکھنے والا آپ کو بڑی ناک والا سمجھتا، لیکن غور سے معلوم ہوتا کہ حسن و چمک کی وجہ سے بلند معلوم ہوتی ہے، ورنہ فی نفسہٖ زیادہ بلند نہیں ہے۔آپ کی داڑھی مبارک بھرپور اور گنجان بالوں کی تھی۔آنکھ کی پتلی نہایت سیاہ تھی۔رخسار مبارک ہموار اور ہلکے تھے، گوشت لٹکے ہوئے نہیں تھے۔آپ کا دہن مبارک اعتدال کے ساتھ فراخ تھا،یعنی تنگ منہ نہ تھا۔آپ کے دندانِ مبارک باریک آبدار تھےاور سامنے کے دانتوں میں ذرا ذرا فاصلہ بھی تھا۔سینہ سے ناف تک بالوں کی ایک باریک لکیر تھی۔آپ کی گردن مبارک ایسی خوبصورت اور باریک تھی جیسا کہ مورتی کی

گردن صاف تراشی ہوئی ہوتی ہے، اور رنگ میں چاندی جیسی صاف اور خوبصورت تھی۔ آپ کے سب اعضا نہایت معتدل اور پُر گوشت تھے اور بدن گٹھا ہوا تھا۔ پیٹ اور سینہ مبارک ہموار تھا لیکن سینہ فراخ اور چوڑا تھا۔ آپ کے دونوں مونڈھوں کے درمیان قدرے زیادہ فاصلہ تھا۔ جوڑوں کی ہڈیاں قوی اور بڑی تھیں، جو قوت کی دلیل ہوتی ہے۔ کپڑا اتارنے کی حالت میں آپ کا بدن روشن و چمکدار نظر آتا تھا۔ ناف اور سینہ کے درمیان ایک لکیر کی طرح بالوں کی باریک دھاری تھی۔ اس لکیر کے علاوہ دونوں چھاتیاں اور پیٹ بالوں سے خالی تھا، البتہ دونوں بازوؤں، کندھوں اور سینہ کے بالائی حصہ پر بال تھے۔ آپ کی کلائیاں دراز تھیں اور ہتھیلیاں فراخ، نیز ہتھیلیاں اور دونوں قدم پُر گوشت تھے۔ ہاتھ پاؤں کی انگلیاں تناسب کے ساتھ لمبی تھیں۔ آپ کے تلوے قدرے گہرے تھے اور قدم ہموار تھے کہ پانی ان کے صاف ستھرا ہونے اور ملاست کی وجہ سے ان پر ٹھہرتا نہیں تھا، فوراً ڈھل جاتا تھا۔ جب آپ چلتے تو قوت سے قدم اُٹھاتے اور آگے کو جھک کر تشریف لے جاتے۔ قدم زمین پر آہستہ پڑتا، زور سے نہیں پڑتا تھا۔ آپ تیز رفتار تھے اور ذرا کشادہ قدم رکھتے، چھوٹے چھوٹے قدم نہیں رکھتے تھے۔ جب آپ چلتے تو ایسا معلوم ہوتا گویا پستی میں اتر رہے ہیں۔ جب کسی طرف توجہ فرماتے تو پورے بدن سے پھر کر توجہ فرماتے۔ آپ کی نظر نیچی رہتی تھی۔ آپ کی نگاہ بہ نسبت آسمان کے زمین کی طرف زیادہ رہتی تھی۔ (اس میں یہ اشکال ہے کہ ابوداؤد شریف میں روایت ہے کہ حضور ﷺ آسمان کی طرف اکثر دیکھا کرتے تھے۔ دونوں میں تطبیق یہ ہے کہ عادتِ شریفہ تو زمین ہی کی طرف نگاہ رکھنے کی تھی لیکن چونکہ وحی کا بھی انتظار رہتا تھا، اس لئے اس کے انتظار میں گاہ بگاہ

آسمان کی طرف بھی ملاحظہ فرماتے تھے، ورنہ عام اوقات میں عادتِ شریفہ نیچی نظر رہنے کی تھی۔) آپ کی عادتِ شریفہ عموماً گوشۂ چشم سے دیکھنے کی تھی، یعنی غایت شرم و حیا کی وجہ سے پوری آنکھ بھر کر نہیں دیکھتے تھے۔ چلنے میں صحابہ کو اپنے آگے کر دیتے تھے اور آپ پیچھے رہ جاتے۔ جس سے ملتے، سلام کرنے میں خود ابتدا فرماتے۔

یہ حدیث بہت طویل ہے جس میں حضور اکرم ﷺ کا حلیہ، اخلاق، عادات، جملہ انواع مذکور ہیں۔ امام ترمذی رضی اللہ عنہ نے مضامین کی مناسبتوں سے اس کو کئی بابوں میں ذکر کیا ہے، چنانچہ اس کا کچھ حصہ حضور ﷺ کی گفتگو کے باب میں اور کچھ حصہ حضور ﷺ کی تواضع کے ذکر میں آئے گا۔[بشکریہ شیخ کاندھلوی]

فصل نمبر ۱۳

اس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حلیہ مبارک میں جو مشکل الفاظ تھے، صاحب کتاب نے ان کی تسہیل کی ہے، یعنی مشکل الفاظ کی جگہ آسان لفظ لائے ہیں، اس لفظ کا مطلب بیان کیا ہے، لیکن مشکل اور آسان دونوں کلمے یعنی لفظ عربی میں ہیں، ہم نے ان کا ترجمہ کر دیا ہے، اس لئے ان کو الگ الگ ایک ایک لفظ کا معنی لکھنے کی ضرورت محسوس نہیں کی۔

فصل نمبر ۱۴

حضور ﷺ کی اخلاق کا تذکرہ

(۱) حضور ﷺ سب سے زیادہ بہادر تھے۔ حضرت علی فرماتے ہیں جب لڑائی شدید ہو جاتی لوگوں میں مڈ بھیڑ ہو جاتی تو ہم حضور ﷺ کی مدد سے اپنے آپ کو بچاتے۔

(۲) آپ ﷺ سب زبان سخی تھے، کبھی ایسا نہ ہوا کہ کسی نے کوئی سوال کیا اور آپ ﷺ جواب میں نہ کہی ہو [یعنی انکار نہیں فرماتے تھے]

(۳) آپ ﷺ سب لوگوں سے زیادہ بردبار تھے

(۴) آپ ﷺ باپردہ کنواری لڑکی سے بھی زیادہ باحیا تھے، آپ ﷺ کسی کے چہرے پر اپنی نظر کو جماتے نہ تھے [یعنی مسلسل دیکھنا]

(۵) آپ ﷺ اپنی ذات کیلئے نہ بدلہ لیتے اور نہ ناراض ہوتے، مگر اللہ تعالیٰ کے احکام کی خلاف ورزی پر انتقام کیلئے تیار ہو جاتے، اور جب آپ ﷺ اللہ کیلئے ناراض ہوتے تو کوئی آپ ﷺ کے سامنے نہ ٹھہر سکتا تھا

(۶) اپنا اور غیر، طاقتور اور کمزور، حق کے معاملہ میں آپ کے نزدیک برابر تھا [کسی کی کسی وجہ سے رعایت نہ تھی]

(۷) آپ ﷺ کھانے میں کبھی عیب نہ نکالتے، طلب ہوتی [پسند آجاتا] تو کھا لیتے، اگر طلب نہ ہوتی [پسند نہ آتا] تو چھوڑ دیتے

(۸) آپ ﷺ ٹیک لگا کر نہ کھاتے تھے اور نہ ہی [کرسی میز] پر کھاتے

(۹) آپ ﷺ کسی جائز چیز سے پرہیز نہ کرتے تھے، کھجور مل جاتی وہ کھا لیتے، روٹی مل جاتی وہ کھا لیتے، بھنا گوشت مل جاتا وہ کھا لیتے، گندم یا جو کی روٹی مل جاتی وہ کھا لیتے، اور اگر دودھ مل جاتا تو اس پر بھی اکتفا فرما لیتے

(۱۰) آپ ﷺ تر کھجور کے ساتھ تربوز بھی کھا لیتے

☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ دنیا سے اس حال میں تشریف لے گئے کہ جو کی روٹی سے بھی کبھی پیٹ نہ بھرا تھا [یہ عام حالت اور عادت کا ذکر ہے]

☆ آل محمد ﷺ پر دو دو مہینے ایسے گزر جاتے کہ ان کے گھروں میں آگ نہ جلتی تھی، صرف کھجور اور پانی پر گزارا چلتا تھا

(۱۱) آپ ﷺ ہدیہ کی اشیاء کھا لیتے لیکن صدقہ کی اشیا نہ کھاتے، اور آپ ﷺ ہدیہ دینے والے کو بدلہ ضرور دیتے [عام طور سے]

(۱۲) کھانے اور لباس میں زیادہ تکلف نہ فرماتے، بلکہ جو مل جاتا کھا لیتے، جو مل جاتا پہن لیتے

(۱۳) آپ ﷺ اپنا جوتا مبارک اور لباس مبارک خود ہی مرمت کر لیتے، درست کر لیتے، پیوند لگا لیتے، گھر والوں کے کام میں ان کا ہاتھ بٹاتے، مریض کی عیادت کیا کرتے تھے

(۱۴) آپ ﷺ سب سے زیادہ تواضع کی صفت سے متصف تھے، ہر کسی کی دعوت قبول فرماتے، کبھی غریب بلائے یا مالدار، کوئی اعلیٰ درجے کا شخص بلائے یا کم درجے کا۔

(۱۵) آپ ﷺ غریب و مساکین سے محبت کرتے تھے، غریب مسکینوں کے جنازوں میں شرکت کرتے، ان کے مریضوں کی عیادت کرتے تھے

(۱۶) آپ ﷺ کسی فقیر کے فقر کی وجہ سے اسے حقیر نہیں سمجھتے تھے، اور کسی بادشاہ [سردار] کے مالداری یا ملک کی وجہ سے اس سے مرعوب نہیں ہوتے تھے

(۱۷) آپ ﷺ گھوڑے، اونٹ، خچر، گدھے ہر قسم کی سواری پر سوار ہو جاتے، اور اپنے پیچھے ہر کسی کو سوار کر لیتے، خواہ وہ غلام ہو یا کوئی آزاد، غریب ہو یا مالدار۔

(۱۸) اپنے پیچھے کسی کو نہ چلنے دیتے تھے [یعنی خود سب سے پیچھے چلتے] اور فرماتے میری پیٹھ فرشتوں کیلئے خالی چھوڑ دو

(۱۹) آپ ﷺ اون [یعنی موٹا لباس] بھی پہن لیتے، اور پیچدار [یعنی ہر قسم کا جوتا] بھی پہن لیتے

(۲۰) آپ ﷺ کو دھاری دار لباس زیادہ پسند تھا، اسے برود الیمن کہتے ہیں [جس میں سرخ سفید دھاریاں ہوتی تھیں]

(۲۱) آپ ﷺ دائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی میں انگوٹھی پہنتے تھے، کبھی کبھی بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی میں، آپ ﷺ کی انگوٹھی اور اس کا نگینہ دونوں چاندی کے تھے۔

(۲۲) آپ ﷺ نے کبھی بھوک کی شدت میں پیٹ مبارک پر پتھر بھی باندھے ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو زمین کے خزانوں کی چابیوں کی پیشکش کی تھی، آپ ﷺ نے انکار کر دیا اور دنیا پر آخرت کو ترجیح دی

(۲۳) آپ ﷺ اکثر اوقات ذکر میں مشغول رہتے، لغویات سے بچتے، نمازیں لمبی پڑھتے، لیکن خطبہ [وعظ و نصیحت] مختصر دیتے

(۲۴) آپ ﷺ سب سے زیادہ مسکرانے والے، اچھے اخلاق والے تھے، باوجود یہ کہ آپ مسلسل غم اور فکر [امت] میں رہتے تھے

(۲۵) آپ ﷺ خوشبو پسند فرماتے، ناپسندیدہ بو [مکروہ جانتے تھے] ناپسند کرتے [جیسے لہسن، پیاز، مولی وغیرہ کی بو]

(۲۶) عرب کے سرداروں کی تالیف قلب فرماتے، اہل فضل و کمال کا اکرام، عزت افزائی فرماتے، کسی ایک سے کبھی بغیر اخلاقی خوش مزاجی کے پیش نہ آتے، کسی پر زیادتی نہیں کرتے [ظلم نہ کرتے]

(۲۷) مباح [جائز] کھیل کود دیکھتے، اس کو منع نہ فرماتے

(۲۸) آپ ﷺ مزاح [مذاق] بھی کیا کرتے تھے، لیکن وہ بات سچی ہوتی [جھوٹ نہ ہوتا]

(۲۹) معذرت کرنے والوں کی معذرت قبول فرماتے

(۳۰) آپ ﷺ کے غلام بھی تھے اور باندیاں بھی، لیکن کھانے اور لباس میں ان سے امتیازی سلوک نہ کرتے تھے

(۳۱) آپ ﷺ کا اکثر وقت اللہ کیلئے کسی نہ کسی عمل میں گزرتا تھا، کسی ضروری کام میں یا گھر والوں کی ضروریات میں

(۳۲) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بکریاں بھی چرائی ہیں، اور ہر نبی نے بکریاں چرائی ہیں [جیسا کہ بخاری میں ہے]

☆ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق کے بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق قرآن والے ہیں [اسی کے موافق ناراض ہوتے تھے، اور اسی کے موافق راضی ہوتے تھے]

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آج تک میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتھیلی مبارک سے زیادہ نہ کوئی نرم ریشم دیکھا، اور نہ کوئی دوسری چیز حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشبو سے بہتر خوشبو میں نے سونگھی، میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دس سال خدمت کی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی وجہ سے مجھے اُف تک نہیں کہا، اور نہ کبھی یہ فرمایا کہ یہ کام کیوں کیا، اور نہ یہ فرمایا کہ یہ کام کیوں نہیں کیا۔

☆ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کمال اخلاق، اچھے افعال جمع فرما دیے تھے، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اولین اور آخرین کے وہ علوم عطا فرمائے جن میں نجات اور کامیابی کے اصول تھے

☆ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امی تھے، لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے [امی کا مطلب انسانوں میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی استاد نہ تھا] آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شہر میں پرورش پائی جہاں جہالت ہی جہالت تھی، صحرا ہی صحرا تھے [صحرائی علاقہ]

☆ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وہ [علوم] اور وہ [مقام] عطا کئے جو جہان میں کسی دوسرے کو عطا نہیں فرمائے، آپ کو تمام مخلوق اولین و آخرین سے بلند مقام عطا فرمایا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور آپ کے اصحاب و اہل بیت پر قیامت تک درود و سلام پہنچتا رہے۔

فصل نمبر ۱۵

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات کا ذکر

۱. حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سب سے بڑا اور سب سے عظیم معجزہ اور واضح معجزہ قرآن پاک ہے، جیسا کہ قرآن پاک میں آتا ہے: "نہیں آتا اس کے پاس باطل اس کے سامنے سے اور نہ اس کے پیچھے سے، یہ بڑی حکمتوں والے، بڑی خوبیوں والے مالک کی طرف سے اتارا گیا ہے" (سورۃ فصّلت) جس نے [عرب کے] بڑے بڑے فصحاء کو عاجز کر دیا، اہل لغت کو حیران کر دیا اور ان کو [تھکا دیا] یہ چیلنج دیا کہ اس جیسی دس سورتیں یا ایک سورت یا ایک آیت ہی بنا کر لاؤ، مشرکین نے [خاص طور پر مشرکین مکہ] اس کے اعجاز کا مشاہدہ کیا اور منکرین اور ملحدین نے اس کی تصدیق کی [یہ حق تعالی کا کلام ہے]

۲. مشرکین [مکہ] نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے معجزہ کا مطالبہ کیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے [باذن اللہ] انہیں چاند کے دو ٹکڑے کر دکھائے، یہی مراد ہے اس آیت سے: "اقتربت الساعه وانشق القمر"

۳. حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالی نے مجھے ساری زمین [اس کے بعض علاقے] دکھائے، اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات کو سچ کر دیا، فرمایا: میری امت کی حکومت مشرق اور مغرب تک پھیلی ہوئی ہو گی، جنوب اور شمال میں کم پھیلے گی،

۴. آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھجور کے ایک تنے کے سہارے خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے، جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے منبر تیار کیا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پر تشریف فرما ہوئے تو وہ تنا [ستون] رو رہا تھا جیسے دس ماہ کی گابھن اونٹنی روتی ہے، تاآنکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر سے نیچے تشریف لائے، اسے اپنے ساتھ چمٹایا، پھر وہ ایسے روتا تھا جیسے چھوٹا بچہ روتا ہے، یہاں تک کہ پھر خاموش ہو گیا۔ [بخاری]

۵. حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک انگلیوں سے کئی مرتبہ پانی جاری ہوا [جسے صحابہ اور ان کے جانوروں نے پیا]۔ [بخاری]

۶. ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پتھر کی کنکریاں ہاتھ میں لیں، تو وہ تسبیح پڑھنے لگیں، پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے لی، پھر عمر رضی اللہ عنہ نے، پھر عثمان رضی اللہ عنہ نے لی، وہ تسبیح پڑھتی رہیں [بیہقی فی الدلائل]

۷. صحابہ کرام [بعض اوقات] آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کھانا کھاتے ہوئے کھانے سے تسبیح کی آواز سنتے تھے۔ [بخاری]

۸. درخت اور پتھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قبل نبوت بھی سلام کرتے تھے [مسلم]

۹. زہریلے گوشت نے آپ سے کلام کیا، اور جن لوگوں نے اس کا گوشت کھایا تھا وہ فوت ہو گئے تھے، جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس واقعے کے بعد چار سال تک زندہ رہے [ابو داؤد]

۱۰. بھیڑیا نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کی گواہی دی [جس کا تفصیلی واقعہ مسند احمد اور مستدرک حاکم میں موجود ہے]

۱۱. ایک سفر میں تھے، ایک اونٹ سے زمین سیراب کی جارہی تھی، جب اس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا تو بلبلایا [شور کیا]، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ تمہاری مالک کی

شکایت کر رہا ہے کہ اس سے کام زیادہ لیتے ہیں، اس کو چارہ کم دیتے ہیں [تفصیل مسند احمد میں دیکھیں]

۱۲. آپ ﷺ ایک مرتبہ ایک باغ میں تشریف لے گئے، وہاں ایک اونٹ تھا، اس نے آپ ﷺ کو دیکھ کر رونا شروع کیا، یہاں تک کہ اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے، آپ ﷺ نے فرمایا: یہ تمہاری [مالک سے کہا] شکایت کر رہا ہے کہ کام زیادہ لیتے ہو، اور اس کو بھوکا رکھتے ہو، چارہ کم ڈالتے ہو۔

۱۳. آپ ﷺ ایک مرتبہ ایک باغ میں تشریف لے گئے، اس میں دو اونٹ بے لگام قابو سے باہر ہو گئے تھے، آپ ﷺ نے ان کو پکڑنے کا حکم دیا، جب آپ ﷺ کو دیکھا تو آپ ﷺ کے سامنے آکر بیٹھ گیا، آپ ﷺ نے لگام ڈال کر مالک کے حوالے کر دیا، جب دوسرے اونٹ نے دیکھا تو وہ بھی آپ ﷺ کے سامنے آکر بیٹھ گیا [طبرانی]

۱۴. حضور ﷺ ایک مرتبہ سفر میں آرام فرما رہے تھے، ایک درخت زمین پھاڑتے ہوئے آیا اور آپ ﷺ کے پاس آکر کھڑا ہو گیا، جب آپ ﷺ بیدار ہوئے، تو اس درخت کا ذکر کیا کہ اس نے اللہ تعالی سے اجازت مانگی کہ میں آپ ﷺ کو سلام کرنا چاہتا ہوں، تو اللہ تعالی نے اس کو اجازت دے دی [مسند احمد]

۱۵. [ایک سفر میں] حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دو درختوں کو جمع ہونے کا حکم دیا [جب حاجت پوری کر لی] پھر ان کو اپنی جگہ جانے کا حکم دیا [وہ اپنی اپنی جگہ چلے گئے] [تفصیل مسلم میں دیکھیں]

۱۶. ایک دیہاتی نے آپ ﷺ سے معجزہ دیکھنے کی آرزو کی، آپ ﷺ نے ایک درخت کو اپنے پاس آنے کا حکم دیا، وہ [چل کر] آپ ﷺ کی خدمت میں

حاضر ہوا، آپ ﷺ کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا، پھر آپ ﷺ نے اسے واپس اپنی جگہ لوٹنے کا حکم دیا[وہ واپس چلا گیا] [بیہقی فی الدلائل، وفی البدایہ لابن کثیر]

۱۷. ایک موقع پر حضور ﷺ نے چھ اونٹوں کو نحر کرنے کا ارادہ کیا، چھ میں سے ہر ایک اونٹ آپ کی طرف بڑھ رہا تھا کہ جس سے چاہے ابتدا کریں [ابوداؤد، مسند احمد، مستدرک]

۱۸. ایک دفعہ آپ ﷺ نے ایک ایسی بکری کے تھنوں پر ہاتھ پھیرا جو کبھی حاملہ نہ ہوئی تھی، اس کے تھن دودھ سے بھر گئے، پھر اس کا دودھ نکالا گیا، آپ ﷺ نے بھی نوش کیا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی پیا۔ [مسند احمد، ابن حبان]

☆ اس قسم کا واقعہ سفر ہجرت میں ام معبد کے خیمے میں بھی پیش آیا [جس کی تفصیل طبرانی کبیر، مستدرک حاکم میں دیکھیں]

۱۹. غزوہ احد میں حضرت قتادہ بن نعمان ظفری کی ایک آنکھ [حضور ﷺ کا دفاع کرتے ہوئے] تیر لگنے سے باہر نکل آئی، وہ اسے ہاتھ میں لے کر [حاضر خدمت ہوئے] آپ ﷺ نے ان کی آنکھ حلقہ میں رکھ دی، وہ دوسری آنکھ سے زیادہ خوبصورت ہوگئی اور تیز ہوگئی۔ [طبرانی کبیر، ابویعلی]

۲۰. غزوہ [خیبر میں] حضور ﷺ نے اپنا لعب مبارک حضرت علی [خلیفہ چہارم] کی آنکھ میں لگایا جو دکھتی تھی، وہ اسی لمحے ٹھیک ہوگئی، پھر کبھی خراب نہیں ہوئی۔ [بخاری]

۲۱. ایک دفعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ (خلیفہ چہارم) بیمار تھے، آپ ﷺ نے ان کے لیے دعا کی، فوراً تندرست ہو گئے، پھر کبھی وہ تکلیف نہ ہوئی۔ [ترمذی، مسند احمد، مستدرک حاکم]

۲۲. عبداللہ بن عتیک انصاری کا پاؤں ٹوٹ گیا تھا، آپ ﷺ نے اس پر ہاتھ رکھا، وہ اسی وقت ٹھیک ہو گیا۔ (ان کو ابو رافع یہودی کو قتل کرنے کے لیے بھیجا تھا، [تفصیل بخاری حدیث نمبر ۴۰۳۹ میں دیکھیں]

۲۳. آپ ﷺ نے ایک موقع پر فرمایا کہ میں امیہ بن خلف کو قتل کروں گا، پھر غزوہ بدر یا غزوہ احد میں آپ کے ہاتھ مبارک سے اس کو تھوڑی سی خراش آئی اور وہ اسی تکلیف سے مر گیا۔ (تفصیل بیہقی فی الدلائل، فتح الباری میں دیکھیں]

۲۴. حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے امیہ بن خلف سے کہا کہ میں نے محمد ﷺ سے سنا ہے کہ وہ آپ کو قتل کریں گے، چنانچہ یہ غزوہ بدر میں مارا گیا۔ [بخاری صفحہ نمبر ۳۶۳۲]

۲۵. حضور ﷺ نے غزوہ بدر سے ایک دن پہلے بتایا کہ کل فلاں مشرک قتل ہو کر یہاں گرے گا، فلاں یہاں گرے گا، فلاں یہاں گرے گا۔ (صحابہ کہتے ہیں) آپ ﷺ کی بتائی ہوئی جگہ سے ایک کافر بھی ادھر سے ادھر نہیں گرا۔ [مسلم صفحہ نمبر ۲۸۷۳]

۲۶. حضور ﷺ نے بتایا تھا کہ میری امت کی ایک جماعت جہاد کے لیے سمندر پر سوار ہو گی۔ ام حرام بنت ملحان ان میں سے ہو گی، پھر ایسا ہی ہوا جیسا آپ ﷺ نے فرمایا تھا۔ [بخاری صفحہ نمبر ۲۷۸۸]

۲۷. حضور ﷺ نے حضرت عثمان بن عفان سے فرمایا تھا کہ وہ بڑی آزمائش میں ہوں گے، تجھے بڑی تکلیف پہنچے گی، پھر حضرت عثمان (خلیفہ سوم) شہید کر دیے گئے۔[بخاری صفحہ نمبر ۳۶۷۴، مسلم صفحہ نمبر ۲۴۰۰]

۲۸. حضرت حسن بن علی سے حضور ﷺ نے فرمایا: میرا یہ بیٹا (حسن) سردار ہے، امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے سے مسلمانوں کی دو عظیم جماعتوں میں صلح کروائے گا، پھر ایسا ہی ہوا۔(بخاری صفحہ نمبر ۲۷۰۴)

۲۹. حضور ﷺ نے ایک جھوٹے مدعی نبوت کے قتل کی خبر دی کہ وہ قتل ہو گیا اور اس کو کس نے قتل کیا، حالانکہ وہ یمن کے شہر صنعاء میں تھا، پھر ایسا ہی ہوا۔[الخصائص الکبریٰ، تاریخ الخمیس، البدایہ والنہایہ]

۳۰. آپ ﷺ نے کسریٰ کے قتل کی خبر دی تھی، پھر ایسا ہی ہوا۔[بخاری و مسلم]

۳۱. آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے مقام حیرہ میں ایک لڑکی، شیماء بنت بقیلہ ازدیہ، کالے دوپٹے میں سفید خچر پر سوار دکھائی گئی، پھر حضرت ابو بکر کے زمانے میں حضرت خالد بن ولید کے لشکر نے اس کو گرفتار کیا۔[تفصیل طبرانی کبیر، بیہقی فی السنن میں دیکھیں]

۳۲. حضور ﷺ نے حضرت قیس بن شماس سے فرمایا: تو اچھی زندگی گزارے گا اور شہید ہو گا، چنانچہ انہوں نے اچھی زندگی گزاری، پھر جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔[تفصیل طبرانی کبیر]

۳۳. آپ ﷺ نے ایک شخص کے بارے میں، جو مسلمان ہونے کا دعویٰ بھی کرتا تھا اور آپ ﷺ کے ساتھ جہاد میں بھی شریک تھا، فرمایا: یہ شخص اہل

جہنم میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو سچا کر دیا کہ اس شخص نے خود کشی کر لی۔ [بخاری صفحہ نمبر ۲۸۹۸]

۳۴. حضور ﷺ نے مکہ مکرمہ میں دعا فرمائی تھی: یااللہ! اسلام کو عزت عطا فرما ابو جہل کے ذریعے یا عمر بن خطاب کے ذریعے، پھر عمر بن خطاب مسلمان ہو گئے۔ [مسند احمد]

۳۵. آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ دعا دی تھی کہ اللہ آپ سے سردی اور گرمی کو دور کر دے، پھر ایسا ہی ہوا کہ حضرت علی کو نہ سردی لگتی تھی اور نہ گرمی۔ [ابن ماجہ، مسند احمد]

۳۶. حضور ﷺ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے لیے یہ دعا کی تھی: یااللہ! اس کو دین کی سمجھ دے اور قرآن کی تفسیر عطا فرما، پھر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اپنے کثرت علم کی وجہ سے لوگوں میں حبر اور بحر کے نام سے مشہور تھے۔ [بخاری، مسند احمد]

۳۷. حضور ﷺ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے لیے لمبی عمر، کثرت مال اور کثرت اولاد کی دعا فرمائی تھی۔ اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ان کو ۱۲۰ بیٹے عطا فرمائے۔ (ایک روایت میں ۸۰ بیٹوں اور دو بیٹیوں کا ذکر ہے) اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کا باغ سال میں دو دفعہ پھل دیتا تھا، اور حضرت انس رضی اللہ عنہ نے تقریباً سو سال کے قریب عمر پائی۔ [بخاری حدیث نمبر ۱۹۸۲]

۳۸. آپ ﷺ نے اپنے چچا ابو لہب کے بیٹے عتیبہ کے لیے، جب اس نے آپ کا قمیص مبارک چاک کیا اور آپ کو ایذاء پہنچائی، بددعا فرمائی کہ یااللہ! اس پر

اپنے کتوں میں سے کوئی کتا مسلط فرما۔ ملک شام کے سفر میں مقام زرقاء میں ایک شیر نے اس کو ہلاک کر دیا۔[مستدرک، دلائل النبوۃ]

۳۹. ایک موقع پر حضور ﷺ منبر پر خطبہ ارشاد فرمارہے تھے، ایک شخص نے قحط کی شکایت کی اور بارش نہ ہونے کی شکایت کی۔ آپ ﷺ نے وہیں دعا مانگنا شروع کی، جبکہ آسمان پر ذرہ برابر بھی بادل نہیں تھا، پھر فوراً پہاڑوں جیسے بادل ظاہر ہوئے اور بارش برسنا شروع ہوئی، جو آئندہ آنے والے جمعہ تک برستی رہی۔ پھر اگلے جمعہ کسی نے کثرت بارش کی شکایت کی، آپ ﷺ نے پھر منبر پر کھڑے دعا فرمائی تو بادل چھٹ گئے۔ صحابہ کہتے ہیں کہ ہم سورج کی دھوپ میں چلتے ہوئے گھروں کو لوٹ رہے تھے۔[متفق علیہ]

۴۰. غزوہ خندق میں، جس میں تقریباً ۱۰ ہزار صحابہ شریک تھے، ان کے لیے ایک صاع یا اس سے بھی کم جو کا آٹا اور ایک بکری کے چھوٹے بچے کا گوشت آپ ﷺ کی دعا سے سب لوگوں کے لیے کافی ہو گیا۔ سب پیٹ بھر کے لوٹے اور کھانا پہلے سے بھی زیادہ باقی موجود تھا۔[بخاری]

۴۱. اسی طرح غزوہ خندق میں بشیر بن سعد کی بیٹی تھوڑی سی کھجوریں اپنے والد اور اپنے ماموں عبداللہ بن رواحہ کے لیے لے کر آئی تھی، وہ آپ ﷺ کی دعا کی برکت سے تمام اہل خندق نے کھائیں۔[ابو نعیم فی الدلائل]

۴۲. کچھ لوگ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، جن کی تعداد ۴۰۰ کے قریب تھی۔ انہوں نے آپ ﷺ سے زاد راہ طلب کیا۔ آپ ﷺ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ جاؤ، ان کو زاد راہ دو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میرے پاس کھجوروں کا اتنا کم ڈھیر تھا جیسے بیٹھا ہوا بچہ۔

میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کے مطابق ان سب کو زاد راہ دیا۔ جب میں نے باقی کھجوروں پر نظر ڈالی تو ایسے لگتا تھا کہ ایک کھجور بھی کم نہیں ہوئی۔ [مسند احمد، ابن حبان، طبرانی]

۴۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے جو کی چند روٹیاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے پکا کر مجھے بھیجا، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے ۸۰ لوگوں نے ان کو پیٹ بھر کر کھایا اور وہ روٹیاں جیسی تھیں ویسے ہی باقی رہیں۔ (متفق علیہ)

۴۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میرے توشہ دان سے پورے لشکر نے (کھجوریں) کھائیں، حتیٰ کہ سب سیر ہو گئے، پھر بچی ہوئی کھجوریں میں نے توشہ دان میں ڈال دیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس تھیلی کے لیے برکت کی دعا فرمائی۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی زندگی میں اسی سے کھاتا رہا۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید کر دیے گئے تو وہ تھیلی مجھ سے گم ہو گئی۔ ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ میں نے اس تھیلی سے ۵۰ وسق کھجوریں اللہ کے راستے میں صدقہ کیں۔ [ترمذی، مسند احمد]

۴۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جس دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا، حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے ایک بڑا پیالہ کھانے کا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہدیہ بھیجا، جس سے ایک بہت بڑی جماعت نے کھانا کھایا، اور پھر وہ کھانا جب اٹھایا گیا، میں نہیں کہہ سکتا کہ یہ کھانا جب رکھا گیا اس وقت زیادہ تھا یا جب اٹھایا گیا اس وقت زیادہ تھا۔ [متفق علیہ]

۴۶. جنگ حنین کے دن آپ ﷺ نے ایک مٹھی مٹی دشمن کی طرف پھینکی، جس سے اللہ تعالیٰ نے دشمنوں کو شکست دی۔ بعض روایات میں ہے کہ وہ مٹی ہر کافر کی آنکھ میں پہنچی، جس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ آیت نازل کی گئی: وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ [مسلم حدیث نمبر ۱۷۷۷]

۴۷. جس رات آپ ﷺ نے مکہ سے ہجرت کی، قریش کے سب لوگ آپ ﷺ کے گھر کے باہر انتظار کر رہے تھے۔ آپ ﷺ ان کے سروں پر مٹی ڈالتے ہوئے تشریف لے گئے، کسی ایک نے بھی آپ ﷺ کو نہ دیکھا۔ [ابو نعیم، احیاء العلوم، ابن مردویہ]

۴۸. ہجرت کے سفر میں سراقہ بن مالک آپ ﷺ کی تلاش میں نکلا۔ اس کا ارادہ آپ ﷺ کو قتل کرنے کا یا گرفتار کرنے کا تھا۔ جب وہ آپ ﷺ کے قریب پہنچا، آپ ﷺ کی بددعا سے اس کے گھوڑے کے پاؤں زمین میں دھنس گئے۔ اس نے معافی اور امان طلب کی اور نجات کی دعا کی درخواست کی۔ آپ ﷺ نے پھر اس کے لیے دعا کی، اللہ تعالیٰ نے اس کو اس مصیبت سے نجات دی۔ [متفق علیہ]

☆ آپ ﷺ کے معجزات، دلائل نبوت، پیشین گوئیاں، اور اخلاق عالیہ کے واقعات بے شمار ہیں۔ ہم نے ان میں سے کچھ واقعات پر اکتفا کیا ہے۔

وسلم الله على نبينا محمد وعلى آله وأصحابه وأتباعه إلى يوم الدين، وجعلنا من أهل الجنة۔

[نوٹ]: سیرت النبی مقدسی کا ترجمہ ۲۶-۲-۲ کی عصر سے شروع ہوا، جو آج رات ۲۶/۴/۲، بعد از نماز عشاء بوقت نو بجے اللہ کی توفیق سے مکمل ہوا، والحمدللہ علی ذالک۔

بندہ عاجز، طالب دعا

ڈاکٹر عبدالغنی طارق لدھیانوی

استاد حدیث و مدیر جامعہ حمیر اللبنات، رحیم یار خان

عشرہ مبشرہ کا ذکر خیر

خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیق

نام: عبد اللہ بن ابی قحافہ۔ **ابو قحافہ رضی اللہ عنہ کا نام:** عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب تیمی القرشی۔

☆ سلسلہ نسب مرہ بن کعب پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جاملتا ہے۔

والدہ: ام خیر، جن کا نام سلمہ بنت صخر بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ ہے۔

☆ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ۶۳ سال دنیا میں زندہ رہے، جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر بھی ۶۳ برس تھی۔

☆ اس امت میں سب سے پہلے ایمان والے، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سب سے بہتر،

☆ آپ کی مدت خلافت اڑھائی سال، اور بعض کے نزدیک دو سال تین ماہ ۲۰ دن، بعض کے نزدیک دو سال، اور بعض کے نزدیک ۲۰ مہینے رہی۔

آپ کی اولاد کا ذکر:

(۱) حضرت عبد اللہ، جو شروع میں ہی مسلمان ہو گئے تھے، اور انہیں صحابی ہونے کا شرف بھی حاصل ہے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ

غار ثور میں تھے تو یہ ان کے پاس جایا کرتے تھے۔ جنگ طائف میں ان کو ایک تیر لگا، اور انہوں نے اپنے والد کے زمانہ خلافت میں وفات پائی۔

(۲) اسماء رضی اللہ عنہا، جن کا لقب ذات النطاقین ہے۔ یہ حضرت زبیر بن عوام کی بیوی تھیں۔ انہوں نے جب مدینہ کی ہجرت کی تو عبداللہ بن زبیر ان کے پیٹ میں تھے۔ ہجرت کے بعد مسلمانوں میں سب سے پہلے پیدائش انہی کی ہوئی۔ حضرت اسماء کی والدہ قتیلہ بنت عبدالعزیٰ بنی عامر سے تھیں، جو مسلمان نہیں ہوئی تھیں۔ (عبداللہ اور اسماء سگے بہن بھائی تھے)

(۳) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، جو ام المؤمنین تھیں۔

(۴) عبدالرحمن بن ابی بکر، یہ حضرت عائشہ کے سگے بھائی تھے۔ (بدر میں مشرکین کی طرف سے شریک ہوئے تھے، پھر بعد میں اسلام لائے) ان دونوں کی ماں کا نام ام رومان بنت عامر بن عویمر بن عبد شمس تھا۔ یہ اسلام لائیں اور ہجرت بھی کی، اور حضور ﷺ کی زندگی میں انہوں نے وفات پائی۔

[ابو عتیق محمد بن عبدالرحمن بھی حضور ﷺ کی زندگی میں پیدا ہوئے]

(۵) محمد بن ابی بکر، حجۃ الوداع کے سال میں پیدا ہوئے، مصر میں قتل ہوئے۔ (یعنی شہید ہوئے) اور ان کی قبر بھی مصر میں ہے۔ ان کی ماں اسماء بنت عمیس تھیں۔

(۶) ام کلثوم بنت ابی بکر، جو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد پیدا ہوئیں۔ ان کی ماں کا نام حبیبہ تھا، بعض کہتے ہیں اس کا نام فاختہ بنت خارجہ بن زید بن ابی زہیر الانصاری تھا۔ پھر ان سے طلحہ بن عبیداللہ نے نکاح کر لیا تھا۔

☆ ان کے تین بیٹے اور تین بیٹیاں تھیں۔ سب کے سب کو شرف صحابیت حاصل تھا، سوائے ام کلثوم کے، اور محمد بھی حضور ﷺ کی زندگی میں پیدا ہو چکے تھے۔

☆ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ۲۷ جمادی الاخر ۱۳ ہجری میں وفات پائی۔ (اور حجرہ رسول ﷺ میں دفن ہوئے)

خلیفہ دوم حضرت عمر بن خطاب

نام: عمر، **والد کا نام**: خطاب، **دادا کا نام**: نفیل، پر دادا کا نام عبد العزیٰ بن ریاح بن عبد اللہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب بن لؤی بن غالب۔

☆ سلسلہ نسب کعب بن لؤی پر حضور ﷺ سے جا ملتا ہے۔

والدہ کا نام: حنتمہ بنت ہاشم بن مغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم۔(یہ ابو جہل کی چچازاد بہن تھی)

☆ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مکہ میں ہی مسلمان ہو گئے تھے، اور تمام غزوات میں حضور ﷺ کے ساتھ شریک رہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اولاد:

(۱) ابو عبد الرحمن جن کا نام عبد اللہ تھا، شروع میں ہی اسلام قبول کر لیا تھا، اور اپنے والد کے ساتھ ہجرت کی، اور وہ بڑے درجہ کے صحابہ میں سے تھے۔

(۲) حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا، آپ ﷺ کی زوجہ مطہرہ اور ام المؤمنین تھیں۔ ان دونوں کی والدہ زینب بنت مظعون تھیں، جو عثمان بن مظعون کی بہن تھیں۔

(۳) عاصم بن عمر، جو حضور ﷺ کے زمانہ میں پیدا ہوئے۔ ان کی والدہ ام عاصم تھیں، جن کا نام جمیلہ بنت ثابت بن ابی العقلہ رضی اللہ عنہا تھا۔

(۴) زید الاکبر بن عمر۔

(۵) رقیہ۔ ان دونوں کی والدہ ام کلثوم بنت علی و فاطمہ تھیں۔

(۶) زید الاصغر بن عمر۔

(۷) عبید اللہ بن عمر۔ان دونوں کی والدہ ام کلثوم بنت جرول الخزاعی تھیں۔

(۸) عبد الرحمن الاکبر بن عمر۔

(۹) عبد الرحمن اوسط بن عمر، ان کی کنیت ابو شحمہ ہے، جنہیں شراب پینے پر کوڑے بھی لگے۔ان کی ماں ایک ام ولد تھیں، جن کا نام لہیہ تھا۔

(۱۰) عبد الرحمن الاصغر بن عمر، ان کی ماں بھی ایک ام ولد تھیں، جن کا نام فکیھہ تھا۔

(۱۱) عیاض بن عمر، ان کی ماں عاتکہ بنت زید بن عمرو بن نفیل تھیں۔(اسی حضرت عاتکہ کے پانچ خاوند شہید ہوئے تھے)

(۱۲) عبد اللہ الاصغر بن عمر، ان کی ماں سعیدہ بنت رافع انصاریہ تھیں۔یہ بھی قبیلہ بنی عمرو بن عوف سے تھیں۔

(۱۳) فاطمہ بنت عمر، ان کی ماں حکیم بنت حارث بن ہشام تھیں۔

(۱۴) ام الولید بنت عمر۔(یہ بات محل نظر ہے)

(۱۵) زینب بنت عمر، یہ عبد الرحمن الاصغر کی بہن تھیں۔

☆ آپ کا زمانہ خلافت دس سال، چھ ماہ، اور پندرہ دن تھا۔

☆ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ذوالحجہ کے آخر ۲۳ھ میں فجر کے وقت شہید کیے گئے، جبکہ آپ کی عمر، حضور کی عمر کی طرح، ۶۳ سال تھی۔

☆ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عمر میں کچھ اختلاف بھی نقل کیا گیا ہے۔

خلیفہ سوم حضرت عثمان بن عفان

نام: عثمان،

کنیت: ابو عبد اللہ،

والد کا نام: عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف۔

☆ سلسلہ نسب پانچویں باپ، یعنی عبد مناف پر حضور ﷺ سے ملتا ہے۔

☆ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی والدہ اروی بنت کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس بن عبد مناف تھیں، اور ان کی والدہ ام حکیم بیضاء بنت عبد المطلب تھیں۔

☆ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے شروع میں ہی اسلام قبول کر لیا تھا۔

☆ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے دو دفعہ ہجرت کی، ایک مرتبہ حبشہ، دوسری مرتبہ مدینہ، اور حضور ﷺ کی دو بیٹیوں سے نکاح کیا۔

☆ آپ کی مدت خلافت ۱۲ سال سے دس دن یا بارہ دن کم تھی۔

☆ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ذوالحجہ کے مہینہ میں تقریباً بارہ تاریخ کے بعد ۳۵ ہجری میں شہید کیے گئے۔ شہادت کے دن بھی روزے سے تھے، اور آپ کی عمر بیاسی سال تھی۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی اولاد کا ذکر:

(۱) عبد اللہ اکبر، ان کی والدہ حضرت رقیہ بنت رسول اللہ ﷺ تھیں۔ وہ چھ سال کی عمر میں فوت ہو گئے، اور آپ ﷺ خود قبر میں اترے۔

(۲) عبد اللہ اصغر، ان کی ماں فاختہ بنت غزوان تھیں، جو عتبہ کی بہن تھیں۔

(۳) عمرو بن عثمان۔

(۴) خالد بن عثمان۔

(۵) ابان بن عثمان۔

(۶) مریم بنت عثمان۔ ان سب کی والدہ ام عمرو بنت جندب بن عمرو بن حممہ تھیں، جو قبیلہ ازد سے تھیں۔

(۷) ولید بن عثمان۔

(۸) سعید بن عثمان۔

(۹) ام عثمان۔ ان سب کی والدہ فاطمہ بنت ولید بن عبد شمس بن مغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم تھیں۔

(۱۰) عبد الملک، اس کی کوئی اولاد نہیں تھی، انہیں کسی شخص نے قتل کر دیا تھا، اس کی ماں ام البنین بنت عیینہ بن حصن بن حذیفہ بن زید تھیں۔

(۱۱) عائشہ بنت عثمان۔

(۱۲) ام ابان بنت عثمان۔

(۱۳) ام عمرو بنت عثمان۔ ان تینوں کی والدہ رملہ بنت شیبہ بن ربیعہ رضی اللہ عنہا تھیں۔

(۱۴) ام خالد بنت عثمان۔

(۱۵) اروی بنت عثمان۔

(۱۶) ام ابان صغری

ان تینوں کی والدہ نائلہ بنت فرافسہ تھیں۔

خلیفہ رابع حضرت علی بن ابی طالب

نام: علی،

کنیت: ابوالحسن،

والد کا نام: ابو طالب،

دادا کا نام: عبد المطلب تھا۔

☆ یہ حضور ﷺ کے چچا کے بیٹے تھے۔

☆ والدہ کا نام فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبد مناف تھا۔ یہ پہلی ہاشمی عورت تھیں جنہوں نے پہلا ہاشمی بچہ جنا۔ اسلام بھی لائیں، مدینہ ہجرت بھی کی، اور حضور ﷺ کی زندگی میں وفات پائی۔

☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ سے نکاح کیا، اور اس سے آپ کے تین بیٹے پیدا ہوئے:

(۱) حسن بن علی۔

(۲) حسین بن علی۔

(۳) محسّن بن علی۔ (محسّن بچپن میں فوت ہو گئے تھے) (اور تین بیٹیاں)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی دیگر اولاد کا ذکر:

(۴) محمد بن حنفیہ، ان کی ماں خولہ بنت جعفر تھیں، جو بنو حنیفہ کے قیدیوں میں آئی تھیں۔

(۵) عمر بن علی۔

(۶) رقیہ الکبریٰ۔ یہ دونوں جڑواں تھے، ان دونوں کی والدہ ام حبیب صہباء تغلبیہ تھیں۔

(۷) عباس اکبر بن علی، انہیں سقا کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔ یہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ میدان کربلا میں شہید ہوئے۔

(۸) عثمان بن علی۔

(۹) جعفر بن علی۔

(۱۰) عبداللہ بن علی۔ ان سب کی والدہ ام البنین بنت حزام بن خالد کلابیہ تھیں۔

(۱۱) عبیداللہ بن علی۔

(۱۲) ابو بکر بن علی۔ ان دونوں کی کوئی اولاد نہیں تھی۔ ان دونوں کی والدہ لیلیٰ بنت مسعود نہشلیہ تھیں۔

(۱۳) یحییٰ بن علی۔ یہ بچپن میں فوت ہو گئے تھے۔ ان کی والدہ کا نام اسماء بنت عمیس تھا [یہی اسماء پہلے حضرت ابو بکر صدیق کے نکاح میں تھیں جس سے ان کا بیٹا محمد بن ابی بکر پیدا ہوا]

(۱۴) محمد بن علی اصغر، یہ ایک ام ولد سے تھے۔

(۱۵) ام الحسن بنت علی۔

(۱۶) رملہ بنت علی۔ ان دونوں کی والدہ ام سعید بنت عروہ بن مسعود الثقفی تھیں۔

(۱۷) زینب صغریٰ بنت علی۔

(۱۸) ام کلثوم صغریٰ بنت علی۔

(۱۹) رقیہ صغریٰ بنت علی۔

(۲۰) ام ہانی بنت علی۔

(۲۱) ام کرام بنت علی

(۲۲) ام جعفر بنت علی۔ان کا نام جومانہ تھا۔

(۲۳) ام سلمیٰ بنت علی۔

(۲۴) میمونہ بنت علی۔

(۲۵) خدیجہ بنت علی۔۔

(۲۶) فاطمہ بنت علی۔

(۲۷) امامہ بنت علی۔ان کی مائیں مختلف تھیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مدت خلافت ۴ سال، ۷ ماہ، اور کچھ دن تھی۔

☆ آپ نے ۶۳ سال کی عمر میں شہادت پائی۔ بعض نے ۶۵ سال لکھی ہے، بعض نے ۵۸ سال، اور بعض نے ۵۷ سال لکھی ہے۔

حضرت طلحہ بن عبید اللہ

نام: طلحہ،

کنیت: ابو محمد،

والد کا نام: عبید اللہ بن عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوئی بن غالب تھا۔

☆ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان کا سلسلہ نسب مرہ بن کعب پر جا ملتا ہے۔

والدہ کا نام: صعبہ بنت حضرمی تھا، جو علاء بن حضرمی کی بہن تھیں۔ حضرمی کا نام عبد اللہ بن عباد بن اکبر بن عوف بن مالک بن عویف بن خضرج بن ایاد بن الصدف تھا۔

☆ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی والدہ اسلام لے آئی تھیں، اور اسلام ہی پر ان کی وفات ہوئی۔

☆ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ شروع میں ہی اسلام لے آئے تھے۔

غزوہ احد اور اس کے بعد تمام غزوات میں شریک رہے، لیکن بدر میں شریک نہیں ہوئے تھے، کیونکہ تجارت کی غرض سے ملک شام گئے ہوئے تھے۔

اس کے باوجود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو مال غنیمت کا حصہ دیا۔

اور اجر و ثواب کا بھی حق دار قرار دیا۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی اولاد:

(۱) محمد السجاد، جو آپ کے ساتھ ہی شہید ہوا۔

(۲) عمران بن طلحہ۔ان دونوں کی والدہ حمنہ بنت جحش تھیں۔

(۳) موسیٰ بن طلحہ،اس کی والدہ خولہ بنت قعقاع بن معبد بن زرارہ رضی اللہ عنہا تھیں۔

(۴) یعقوب بن طلحہ۔

(۵) اسماعیل بن طلحہ۔

(۶) اسحاق بن طلحہ۔ان تینوں کی والدہ ام ابان بنت عتبہ بن ربیعہ تھیں۔

(۷) زکریا بن طلحہ۔

(۸)عائشہ بنت طلحہ۔ان دونوں کی والدہ ام کلثوم بنت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہا تھیں۔

(۹) عیسیٰ بن طلحہ۔

(۱۰) یحییٰ بن طلحہ۔ان دونوں کی والدہ سعدیٰ بنت عوف المریہ تھیں۔

(۱۱) ام اسحاق بنت طلحہ، اس کی والدہ ام الحارث بنت قسامہ بن حنظلہ الطائیہ رضی اللہ عنہا تھیں۔

☆ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی کل اولاد گیارہ تھی، بعض نے مزید دو بیٹوں کا ذکر کیا ہے:

(۱۲) عثمان بن طلحہ۔

(۱۳) صالح بن طلحہ۔

یہ بات ثبوت تک نہیں پہنچتی۔

☆ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ ۳۶ ہجری میں جنگ جمل میں شہید ہوئے۔اس وقت ان کی عمر ساٹھ [یا باسٹھ] سال تھی۔

حضرت زبیر بن عوام

نام: زبیر،

والد کانام: عوام بن خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی بن کلاب۔

☆ سلسلہ نسب قصی بن کلاب پر حضور ﷺ سے جاملتا ہے۔

☆ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی والدہ صفیہ بنت عبد المطلب تھیں، جو آپ ﷺ کی پھوپھی تھیں۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا اسلام بھی لائیں اور ہجرت بھی کی۔

☆ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے دو ہجرتیں کیں، اور دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی۔

یہ وہ ہیں جنہوں نے سب سے پہلے راہ خدا میں تلوار چلائی۔

یہ حواری رسول کے لقب سے موسوم ہیں۔ (حواری کے معنی: خلیل، خالص، ناصر، ناصح، مجاہد، اور خلافت کے لائق)

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی اولاد:

(۱) عبد اللہ بن زبیر، یہ ہجرت کے بعد مسلمانوں میں پیدا ہونے والے پہلے بچے تھے۔

(۲) منذر بن زبیر۔

(۳) عروہ بن زبیر۔

(۴) عاصم بن زبیر۔

(۵) مہاجر بن زبیر۔

(۶) خدیجہ الکبریٰ بنت زبیر۔

(۷) ام الحسن بنت زبیر۔

(۸) عائشہ بنت زبیر۔ان سب کی والدہ حضرت اسماء بنت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہا تھیں۔

(۹) خالد بن زبیر۔

(۱۰) عمرو بن زبیر۔

(۱۱) حبیبہ بنت زبیر۔

(۱۲) سودہ بنت زبیر۔

(۱۳) ہند بنت زبیر۔ان کی والدہ ام خالد بنت خالد بن سعید بن عاص تھیں۔

(۱۴) مصعب بن زبیر۔

(۱۵) حمزہ بن زبیر۔

(۱۶) رملہ بنت زبیر۔ان سب کی والدہ الرباب بنت انیف کلبیہ تھیں۔

(۱۷) عبیدہ بنت زبیر۔

(۱۸) جعفر بن زبیر۔

(۱۹) حفصہ بنت زبیر۔ان تینوں کی والدہ زینب بنت بشر بن ثعلبہ جو بنی قیس سے تھیں۔

(۲۰) زینب بنت زبیر،ان کی والدہ ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط تھیں۔

(۲۱) خدیجہ صغریٰ بنت زبیر،ان کی والدہ جلال بنت قیس تھیں،جو بنی اسد بن خزیمہ سے تھیں۔

☆ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کے کل اکیس بچے تھے۔

☆ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ ۳۶ھ جنگ جمل میں شہید ہوئے۔ اس وقت ان کی عمر ۶۶ یا ۶۷ سال تھی۔

حضرت سعد بن ابی وقاص

نام: سعد،

کنیت : ابواسحاق،

والد کا نام : ابی وقاص، اور ابی وقاص کا نام مالک بن اہیب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب تھا۔

☆ سلسلہ نسب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کلاب بن مرہ پر جا ملتا ہے۔

والدہ کا نام: حمنہ بنت سفیان بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف۔

☆ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ شروع میں ہی اسلام لے آئے تھے، اور فرمایا کرتے تھے کہ میرا گمان ہے کہ میں تیسرا مسلمان ہوں۔

غزوہ بدر اور بعد کے تمام غزوات میں شریک رہے۔

☆ راہِ خدا میں سب سے پہلے تیر چلایا، مقام رابغ پر، اس لشکر پر جو ابو سفیان لے کر جا رہا تھا۔ یہ سن ۱ھ کا واقعہ ہے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی اولاد:

(۱) محمد بن سعد، جنہیں حجاج نے قتل کیا تھا۔

(۲) عمر بن سعد، جنہیں مختار بن ابی عبید نے قتل کروایا۔

(۳) عامر بن سعد۔

(۴) مصعب بن سعد۔

(۵) عمیر بن سعد۔

(٦) صالح بن سعد۔

(٧) عائشہ بنت سعد۔

☆ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ میں اپنے گھر جو مقام وادی عقیق میں تھا ۵۵ھ میں وہاں وفات پائی، [جو مدینہ منورہ سے تقریباً دس میل کے فاصلے پر ہے]

پھر وہاں سے آپ کی میت کو مدینہ منورہ لایا گیا اور بقیع میں دفن کیا گیا۔

آپ کی عمر ستر سال سے زائد تھی۔

عشرہ مبشرہ میں سے یہ سب سے آخر میں وفات پانے والے صحابی تھے۔

حضرت سعید بن زید

نام: سعید، کنیت ابوالاعور،

والد کا نام: زید بن عمرو بن نفیل بن عبد العزیٰ بن ریاح بن عبد اللہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب بن لوئی بن غالب۔

☆ سلسلہ نسب حضور ﷺ سے کعب بن لوئی پر جا ملتا ہے۔

والدہ کا نام: فاطمہ بنت بعجہ بن امیہ بن خویلد تھا۔ یہ بنی ملیح سے تھیں، جو بنو خزاعہ کی ایک شاخ ہے۔

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے چچا زاد بھائی تھے، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بہن ام جمیل بنت خطاب کے شوہر تھے۔

شروع میں ہی اسلام قبول کر لیا تھا، لیکن کسی وجہ سے غزوہ بدر میں شریک نہ ہو سکے۔

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کی اولاد:

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کی اولاد کم تھی، اور ان میں سے کوئی مدینہ میں نہ تھا

[لیکن محب طبری کے مطابق ان کے (۳۱) بچے تھے، جن میں (۱۳) لڑکے اور (۱۸) لڑکیاں تھیں

(۱) عبداللہ اکبر۔ (۲) عبداللہ اصغر۔

(۳) عبدالرحمن اکبر، جو شاعر تھا۔

(۴) عبدالرحمن اصغر۔ (۵) ابراہیم اکبر۔

(۶) ابراہیم اصغر۔ (۷) عمر اکبر۔

(۸) عمر اصغر۔ (۹) اسود۔

(۱۰) طلحہ۔ (۱۱) محمد۔

(۱۲) خالد۔ (۱۳) زید۔

(۱۴) ام الحسن الکبریٰ۔ (۱۵) ام الحسن الصغریٰ۔

(۱۶) ام حبیب الکبریٰ۔ (۱۷) ام حبیب الصغریٰ۔

(۱۸) ام زید الکبریٰ۔ (۱۹) ام زید الصغریٰ۔

(۲۰) عائشہ۔ (۲۱) عاتکہ۔

(۲۲) حفصہ۔ (۲۳) زینب۔

(۲۴) ام سلمیٰ۔ (۲۵) ام موسیٰ۔

(۲۶) ام سعید۔ (۲۷) ام نعمان۔

(۲۸) ام خالد۔ (۲۹) ام صالح۔

(۳۰) ام عبدالحولاء۔ (۳۱) رِجلۃ

حضرت عبدالرحمن بن عوف

نام: عبدالرحمن،

کنیت: ابو محمد،

والد کا نام: عوف بن عبد عوف بن عبد بن حارث بن زہرہ بن کلاب۔

☆ سلسلہ نسب حضور ﷺ سے کلاب بن مرہ پر جاملتا ہے۔

والدہ کا نام: شفاء تھا، بعض نے عنقاء بھی لکھا ہے۔

والدہ مہاجرات صحابیات میں سے تھیں۔

☆ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ شروع میں ہی اسلام لا چکے تھے۔

☆ غزوہ بدر اور دیگر تمام غزوات میں شریک رہے۔

☆ صحیح روایت سے ثابت ہے کہ حضور ﷺ نے غزوہ تبوک میں حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں نماز پڑھی۔[مسلم][تبوک میں مسجد النبی اور صحابہ کے لشکر گاہ کی بندہ نے زیارت کی ہے]

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی اولاد:

(۱) سالم اکبر، جو اسلام سے پہلے فوت ہو گیا۔

(۲) ام القاسم، جو زمانہ جاہلیت میں پیدا ہوئیں۔

(۳) محمد بن عبدالرحمن، انہی کے نام سے کنیت رکھی گئی تھی۔

(۴) ابراہیم بن عبدالرحمن۔

(۵) حمید بن عبدالرحمن۔

(٦) اسماعیل بن عبدالرحمن۔ان سب کی والدہ ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط بن ابی عمرو بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف تھیں۔

ام کلثوم رضی اللہ عنہا مہاجر صحابیات میں سے تھیں، اور ان عورتوں میں سے تھیں جنہوں نے حضور ﷺ کی بیعت کی تھی۔

(۷) عروہ بن عبدالرحمن، جو افریقہ میں قتل ہوئے۔ ان کی والدہ ام بحریہ بنت ہانی بن قبیصہ بن مسعود، قبیلہ بنی شیبان سے تھیں۔

(۸) سالم اصغر، یہ بھی افریقہ میں قتل ہوئے۔ان کی والدہ سہلہ بنت سہل بن عمرو تھیں۔

یہ سالم اصغر، محمد بن ابی حذیفہ بن عتبہ کے ماں شریک بھائی تھے۔

(۹) عبداللہ اکبر، یہ بھی افریقہ میں قتل ہوئے۔ ان کی ماں قبیلہ بنی عبدالاشہل سے تھیں۔

(۱۰) ابو بکر بن عبدالرحمن۔

(۱۱) عبداللہ اصغر۔

[ابو سلمہ الفقہیہ یہی ہیں] ان دونوں کی والدہ تماضر بنت اصبغ کلبیہ تھیں۔

یہ قبیلہ کلب کی پہلی عورت تھیں جن کا نکاح کسی قریشی سے ہوا۔

(۱۲) عبدالرحمن بن عبدالرحمن بن عوف

(۱۳) مصعب بن عبدالرحمن۔

یہ مدینہ منورہ میں مروان بن حکم کے باڈی گارڈ تھے۔

☆ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ میں ۳۲ھ میں وفات پائی اور بقیع میں دفن ہوئے۔

یہ زمانہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کا تھا، اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جنازہ کی نماز پڑھائی۔

اس وقت ان کی عمر بہتر (۷۲) سال تھی۔ دوسرا قول ۷۵ سال کا ہے، اور تیسرا قول ۷۸ سال کا ہے۔

حضرت ابو عبیدہ بن جراح

نام: عامر، کنیت ابو عبیدہ، والد کا نام عبداللہ بن جراح بن ہلال بن اہیب بن ضبہ بن حارث بن فہر بن مالک تھا۔

والدہ کا نام: ام غنم بنت جابر بن عبدالعزیٰ بن عامر بن عمیرہ بن ودیعہ بن حارث بن فہر بن مالک تھا۔ بعض نے ان کا نام امیمہ بنت غنم بن جابر بھی لکھا ہے۔

☆ سلسلہ نسب حضور ﷺ سے فہر بن مالک پر جا ملتا ہے۔

☆ شروع میں ہی اسلام لائے، دار ارقم میں حضور ﷺ کے تشریف لانے سے بھی پہلے اسلام میں داخل ہوئے۔

غزوہ بدر اور دیگر تمام غزوات میں شریک رہے۔

جنگ احد میں خود کی جو دو کڑیاں حضور ﷺ کے چہرہ اقدس میں گھس گئی تھیں، ان کو اپنے دانتوں سے کھینچ کر نکالا، جس کی وجہ سے سامنے کے دو دانت ٹوٹ گئے تھے۔

لیکن اس کے باوجود ان کا چہرہ بہت خوبصورت تھا، بلکہ کہا گیا ہے کہ ٹوٹے دانتوں والے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سے زیادہ خوبصورت کوئی نہیں دیکھا گیا۔

حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی اولاد:

(۱) یزید بن ابو عبیدہ۔

(۲) عمیر بن ابو عبیدہ۔

☆ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ طاعون عمواس میں ۱۸ ہجری میں وفات پا گئے۔

ان کی قبر بیسان کے قبرستان میں ہے۔ یہ ایک بستی عمتا میں ہے، یہ علاقہ اردن کے قریب شام کے علاقے میں واقع ہے۔

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے بدر میں اپنے والد کو قتل کیا تھا، جس پر ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔ جسکا ترجمہ یہ ہے:

آپ اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھنے والوں کو ایسا نہیں پائیں گے کہ وہ ان لوگوں سے محبت رکھتے ہوں جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں، خواہ وہ ان کے باپ ہوں، یا ان کے بیٹے، یا ان کے بھائی، یا ان کے خاندان والے۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان ثبت فرمادیا ہے اور اپنی طرف سے ایک روح کے ذریعے ان کی مدد فرمائی ہے، اور انہیں ایسے باغوں میں داخل فرمائے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے۔ یہی اللہ کی جماعت ہے۔ سن لو! بے شک اللہ کی جماعت ہی کامیاب ہونے والی ہے۔

تمت ترجمہ بزبان اردو ۲۶/۲/۵ قبل العصر، فی مرکز الدعوۃ رحیم یار خان۔

یہ ترجمہ ۲۶/۲/۴ بعد نماز عشاء، فی بیت المترجم شروع ہوا تھا۔

فللہ الحمد والشکر والثناء الحسن لہ، والثناء کلہ لہ۔

طالبِ دعا

احقر الوریٰ، ڈاکٹر عبد الغنی طارق لدھیانوی

استاد حدیث و مدیر جامعہ حمیر اللبنات، رحیم یارخ

مختصر حالات (مرتب)

از حمیر الدھیانوی

میرے والد، میرے استاد، میرے شیخ، استاذ حدیث والتفسیر حضرت مولانا عبد الغنی طارق لدھیانوی مد ظلہٗ

نام و نسب:

مولانا عبدالغنی طارق لدھیانوی بن حاجی محمد رمضان لدھیانوی بن عبدالرحمٰن لدھیانوی بن نبی بخش لدھیانوی (اللہ تعالیٰ ان سب کی مغفرت فرمائے)۔آمین

خاندانی پس منظر:

میرے والد کے آباؤ اجداد کا اصلی وطن بستی اٹھور تحصیل جگراں واں ضلع لدھیانہ تھا۔اور آپکی والدہ زینب بنت نور محمد بن روڑا۔آپ کی نانی فضل بی بی بنت وریام بن نہال۔آپ کی پڑنانی آمنہ بی بی بنت ابراہیم بستی شادی والا نور پورہ ضلع فیروز پور کے رہائشی تھے۔یہ سب اپنے علاقوں میں زراعت پیشہ تھے۔ تقسیم کے بعد پَردادا کی زمین انڈیا سے جھنگ کے علاقہ میں منتقل ہوگئی،اور ننھیال والوں کی تلمبہ میں اور بہت ساری زمین کاغذات کی نظر ہوگئی جو نہ مل سکیں۔

قیام پاکستان کے بعد آپ کے آباؤاجداد لدھیانہ سے ہجرت کر کے حویلی بہادر شاہ ضلع جھنگ آ کر آباد ہوئے اور پھر چند سال بعد رحیم یار خان کو اپنا مستقل وطن بنایا۔

☆ والدہ کا خاندان ضلع فیروز پور سے ہجرت کر کے تلمبہ تحصیل میاں چنوں موجودہ ضلع خانیوال سابقہ ضلع ملتان میں آکر آباد ہوئے۔

ہمارے دادا حاجی محمد رمضان صاحب رحمۃ اللہ علیہ پاکستان بننے سے قبل ۱۹۴۰ء کو ضلع لدھیانہ میں پیدا ہوئے۔ اور ہماری دادی پاکستان بننے سے تقریباً ۲ سال قبل ضلع فیروز پور میں پیدا ہوئیں۔ ہمارے دادا مرحوم نے مڈل کے بعد ۱۹۵۶ء اور ۱۹۵۷ء دو سال تک جامعہ خیر المدارس ملتان میں تعلیم حاصل کی، جن کے اساتذہ کرام میں حضرت مولانا مفتی عبد الستار صاحب رحمہ اللہ اور حضرت مولانا محمد صدیق صاحب رحمہ اللہ اور حضرت مولانا عبد الحق جالندھری رحمہ اللہ تھے۔ بعض اعذار کی وجہ سے وہ اپنی تعلیم جاری نہ رکھ سکے اور درس نظامی مکمل نہ کر سکے۔

۱۹۶۰ء میں طلب معاش کے سلسلہ میں رحیم یار خان منتقل ہوئے۔ تھوڑا عرصہ مختلف مشاغل میں مشغول رہنے کے بعد ایک نیک صالح بزرگ حاجی حمید الرحمٰن صاحب کے واسطہ سے لیور براد ز پاکستان میں ملازمت اختیار کی اور حاجی حمید الرحمٰن صاحب کی ہی محنت سے تبلیغی جماعت کی طرف متوجہ ہوئے اور پھر بہت جلد دس دن اور چار ماہ لگانے کا موقع ملا اور ان ایام میں تمام بزرگوں اور خصوصاً حضرت مولانا محمد یوسف کاندھلوی رحمہ اللہ کے بیانات اور زیارت سے مشرف ہوئے اور مصافحہ کی سعادت بھی حاصل کی۔ اور حضرت حاجی عبد الوہاب صاحب کے ساتھ ایک ہی برتن میں کھانا کھانے کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔ اور اسی دوران حاجی حمید الرحمٰن صاحب کے واسطہ سے خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد صاحب (فاضل دارالعلوم دیوبند) سے سلسلہ بیعت قائم کیا جو حضرت

مرحوم کی حیات تک قائم رہا۔ حضرت کی وفات کے بعد پاکستان کی مشہور خانقاہ دین پور شریف ضلع رحیم یار خان کے سجادہ نشین حضرت مولانا میاں مسعود احمد صاحب مدظلہ بن حضرت مولانا سراج احمد صاحب دین پوری رحمہ اللہ بن حضرت مولانا عبدالھادی صاحب رحمہ اللہ (فاضل دارالعلوم دیوبند تلمیذ حضرت مدنی رحمہ اللہ) بن حضرت خلیفہ غلام محمد صاحب رحمہ اللہ سے بیعت ہوئے۔

✡ داداجان کی شادی:

ہمارے داداجان کا نکاح مسنون ۱۹۶۳ء کے اواخر میں ہوا۔ چند افراد پر مشتمل قافلہ حویلی بہادر شاہ سے تلمبہ شہر میں وارد ہوا اور نکاح مسنون کے بعد دلہن کو بیاہ کر پہلے حویلی بہادر شاہ پھر چند دنوں کے بعد وہاں سے رحیم یار خان منتقل کیا۔

داداجان کا ذریعہ معاش:

جیسا کہ گزشتہ سطور میں گزرا کہ چند سال لیور برادرز میں گزارنے کے بعد استعفیٰ دے کر چار ماہ کے لیے تبلیغ میں تشریف لے گئے۔ واپسی پر تجارت کو اپنا مشغلہ بنایا۔ ۱۹۶۷ء میں ڈاکخانہ بازار میں ایک مختصر آئرن سٹور قائم کیا۔ پھر ۱۹۷۰ء میں شاہی روڈ رحیم یار خان پر بنام محمد یوسف، محمد رمضان آئرن مرچنٹ کے نام سے منتقل ہوا، اور ۱۹۸۱ء میں سرکلر روڈ رحیم یار خان پر بنام بسم اللہ آئرن سٹور اور پھر کچھ عرصہ بعد کراچی آئرن سٹور کے نام سے تجارت کرتے رہے۔

۲۰۱۶ء میں ضعف اور بیماری کی وجہ سے آئرن سٹور کے کام کو خیر باد کہا پھر رحیم یار خان میں یونائیٹڈ موٹر اور سورج آئل مل کے ساتھ شراکت داری پر تادمِ حیات کام کرتے رہے۔

دادا جان کی وفات اور وصیت:

دادا جان کی وفات 14 جنوری 2022ء شبِ جمعہ رات دو (۲) بجے ہوئی عشاء کی آخری نماز بھی میں بہوش و حواس ادا کی اور بار بار قبلہ سمت لٹانے کا فرماتے رہے۔ وفات سے چند روز قبل چند وصیتیں تحریرًا بھی اور تقریرًا بھی کیں۔

(۱) میری نماز جنازہ تبلیغی مرکز میں پڑھائی جائے۔ (جو کہ بروز جمعہ نماز جمعہ کے فورًا بعد دادا جان کی چاہت کے مطابق ادا کی گئی)۔

(۲) میرا جنازہ میرا بیٹا پڑھائے (ہمارے والد حضرت مولانا عبد الغنی طارق لدھیانوی نے حسبِ وصیت ہمارے دادا جان کا جنازہ پڑھایا)۔

(۳) میرے مال میں سے ایک تہائی رحیم یار خان جدید تبلیغی مرکز کی تعمیر میں خرچ کیا جائے۔ جس کی مالیت تقریباً بیس لاکھ پانچ ہزار بنتی تھی جو کہ حسب ضرورت خرچ کی جارہی ہے۔ اللہ تعالیٰ دادا جان کے لیے ان کی اس وصیت کو اور ان کی اولاد دَر اولاد کو ان کے لیے ذریعہ نجات بنائے۔ (آمین)

والد گرامی کی پیدائش اور تعلیم:

میرے والد گرامی ۱۹۶۵ء کے آخری نصف میں تلمبہ تحصیل میاں چنوں ضلع میں خانیوال میں پیدا ہوئے۔

میرے والد کی پر نانی نے عثمان غنی نام تجویز کیا لیکن میرے پر دادا عبدالرحمٰن صاحب نے عثمان غنی کی بجائے عبدالغنی نام تجویز کیا اور یہی کاغذات میں لکھوایا گیا

☆ والد گرامی نے رحیم یار خان کی درجہ حفظ کی مشہور درس گاہ مدرسہ تجوید القرآن ماڈل ٹاؤن (المعروف مدرسہ ڈاکٹر اختر) میں تعلیم قرآن کریم کا آغاز کیا۔ سب سے پہلے استاد قاری محمد اطہر صاحب سے نورانی قاعدہ اور اڑھائی پارے حفظ کیے۔ ان کے مدینہ منورہ تشریف لے جانے کے بعد حضرت قاری عمر فاروق عباسی صاحب رحمہ اللہ سے سورۃ الصفّ حفظ کی۔

اسی دوران دادا جان نے اپنے گھر کے قریب رحمان کالونی میں اھل محلہ کے مشورہ سے ایک حفظ کا مدرسہ قائم کیا جس کے انتظامی امور دادا جان خود دیکھتے تھے اور مدرسہ کی مسجد کی اذان بھی والد صاحب کے دادا کے ذمہ تھی۔ اگرچہ وہ اس خدمت کے ساتھ آر سی اے کاٹن فیکٹری (RCA Catton factory) میں ملازمت بھی کرتے تھے۔

پھر مدرسہ تجوید القرآن سے محلہ کی مسجد اور مدرسہ میں قاری مختار احمد صاحب سے کئی پارے حفظ کیے اور ایک بار پھر مدرسہ تجوید القرآن میں حضرت مولانا خلیل الرحمٰن صاحب ملتانی سے کچھ پارے حفظ کیے۔ ان کے جانے کے بعد حضرت مولانا قاری محمد اسلم صاحب اور ان کے بعد حضرت مولانا قاری محمد صدیق صاحب ملتانی سے کچھ پارے حفظ کیے۔ بالآخر اختتام قرآن امانت کالونی رحیم یار خان کے ایک نومولود مدرسہ میں سابقہ استاد حضرت قاری مختار احمد صاحب سے کیا۔

اختتام قرآن اور انعام:

میرے دادا مرحوم نے اختتام قرآن مجید کی خوشی میں میرے والد گرامی مولانا عبدالغنی طارق لدھیانوی صاحب کو ایک سائیکل بطور انعام ہدیہ کیا۔ جس کا تفصیلی ذکر میرے والد کی (آپ بیتی: جلد اوّل) میں موجود ہے۔

حفظ کے بعد گردانِ قرآن مجید:

رحیم یار خان کی سب سے پہلی اور قدیمی درس گاہ مدرسہ جامعہ قادریہ میں داخلہ لے کر حضرت مولانا قاری عظیم بخش حفظہ اللہ سے مسلسل کئی ماہ لگا کر قرآن کریم کو پختہ کیا اور پھر رمضان المبارک میں اپنے محلہ کی مسجد میں تراویح میں پورا قرآن کریم سنانے کی سعادت حاصل کی۔

درس نظامی کی تعلیم کا آغاز:

مدرسہ جامعہ قادریہ میں درس نظامی میں داخلہ لے کر پہلے ہی سال فارسی کتب کی تعلیم حاصل کی۔ جس میں:

(اوّل) کریما سعدی (ثانی) نام حق (ثالث) بدائع منظوم

(رابع) پند نامہ للشیخ عطار رحمہ اللہ (خامس) قاضی ثناء اللہ رحمہ اللہ کی مالا بد منہ

(سادس) گلستان سعدی

یہ کتب جن اساتذہ سے پڑھی ان کے نام حسب ذیل ہیں:

(۱) صاحب زادہ حضرت مولانا حافظ محمد سعید سراجی المعروف پیر صاحب رحمہ اللہ موسیٰ زئی شریف ڈیرہ اسماعیل خان

(۲) مدیرادارہ حضرت مولانا قاضی عزیزالرحمٰن صاحب نقشبندی رحمہ اللہ

(۳) ناظم ادارہ حضرت مولانا قاضی شفیق الرحمٰن صاحب سراجی حفظہ اللہ

(۴) حضرت مولاناخان محمد صاحب رحمہ اللہ

جامعہ رشیدیہ ساہیوال میں داخلہ:

پاکستان کی مشہور دینی درس گاہ جسے ثانی دیوبند کہا جاتا تھا۔ دادا جان نے اعلیٰ تعلیم کے لیے وہاں داخلہ دلوایا ہے، سال اوّل درجہ اولیٰ، سال ثانی درجہ ثانیہ کی کتب پڑھیں۔ جن میں سے علم النحو اور ھدایۃ النحو مولانا عبدالغفور صاحب رحمہ اللہ سے ،اور علم الصرف اور علم الصیغہ حضرت مولانا رشید احمد رشیدی صاحب سے اور مختصر قدوری فاضل مظاہر العلوم تلمیذ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمہ اللہ، حضرت مولانا مختار احمد صاحب سے پڑھی۔ کچھ دیگر اسباق دیگر اساتذہ کرام جن میں حضرت مولانا مطیع الرحمٰن بن شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ رائے پوری رحمہ اللہ سے حضرت مولانا قاری محمود صاحب جھنگوی مدظلہٗ سے بھی استفادہ کیا۔

نیز مدیرادارہ فاضل دیوبند حضرت مولانا حبیب اللہ رشیدی بن مفتی دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا مفتی فقیر اللہ صاحب کے بیانات اور مجاہدانہ کارناموں سے بھی بہت کچھ سیکھنے کا موقع ملا۔ اور انہی دو سالوں میں رائیونڈ سے آنے والے دورہ حدیث کے طلباء کی محنت سے تبلیغی جماعت میں ۲۴ گھنٹے کی ترتیب پر جانے کا موقع بھی بار بار ملا۔ پھر جامعہ رشیدیہ کے اچانک حالات کے خراب ہونے کی وجہ سے جامعہ رشیدیہ کو الوداع کہا۔

جامعہ مخزن العلوم خانپور میں داخلہ:

درجہ ثالثہ کیلئے جامعہ مخزن العلوم خانپور کا انتخاب کیا گیا۔ جہاں

(۱) حضرت مولانا مفتی حبیب الرحمٰن درخواستی صاحب سے شرح تہذیب

(۲) حضرت مولانا محمد قاسم دین پوری رحمہ اللہ سے کافیہ اور ترجمہ قرآن مجید و کنز الدقائق

(۳) حضرت مولانا عبدالسمیع صاحب سے اُصول الشاشی

(۴) حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب درخواستی فاضل دیوبند سے نفحۃ العرب پڑھی۔ دیگر اساتذہ کرام سے بھی استفادہ کا موقع ملا۔ حافظ الحدیث والقرآن، قطب وقت، ولی کامل مرشد العلماء حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی صاحب رحمہ اللہ کی روز روز زیارت اور ہر جمعہ کے دن بیان سے جان و دل منور کرتے رہے۔

☆ جامعہ مخزن العلوم میں جمعیت طلباء اسلام جو جمعیت علماء اسلام کی ایک فرع ہے، اس میں کام کرنے کا موقع ملا، لاہور شیر انوالہ حضرت لاہوری رحمہ اللہ کی مسجد اور مدرسہ میں سالانہ اجلاسوں میں شرکت کا موقع ملا، اور تحصیل خانپور کے ناظم نشرواشاعت مقرر ہوئے، مدارس کے سالانہ جلسوں میں شرکت اور بیانات کے مواقع بھی میسر آئے۔

جامعہ قادریہ رحیم یار خان میں داخلہ:

نئے تعلیمی سال میں ایک دفعہ پھر جامعہ میں سابقہ اساتذہ کی زیر سرپرستی داخلہ لیا اور بقیہ کتب:

(۱) شرح الوقایہ (۲) ھدایہ (۳) شرح جامی

(۴) شرح ابن عقیل (۵) مشکوٰۃ (۶) نورالانوار
(۷) مقامات حریری (۸) تفسیر جلالین
اور موقوف علیہ کی تمام کتب اسی ادارے میں پڑھیں۔ اساتذہ کرام میں:
(۱) صاحب زادہ حضرت مولانا حافظ محمد سعید سراجی صاحب رحمہ اللہ آف موسیٰ زئی شریف ڈیرہ اسماعیل خان
(۲) حضرت مولانا قاضی شفیق الرحمٰن سراجی مدظلہٗ
(۳) حضرت مولانا محمد عبید اللہ صاحب لودھروی رحمہ اللہ

جامعہ اشرفیہ لاہور میں داخلہ:

دورہ حدیث کے لیے اساتذہ کرام کے مشورہ سے جامعہ اشرفیہ لاہور میں داخلہ کا امتحان دے کر امتحان پاس کر کے داخلہ لیا۔ جہاں بڑے بڑے جبال علم سے سال بھر استفادہ کا موقع ملا۔
(۱) شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا محمد مالک کاندھلوی رحمہ اللہ بن مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ سے الجامع الصحیح للامام بخاری اوّل اور ثانی مکمل پڑھی۔
(۲) جامع المعقول والمنقول استاد حدیث و تفسیر کتب کثیرہ و عجیبہ کے مؤلف حضرت مولانا محمد موسیٰ خان روحانی البازی رحمہ اللہ سے الجامع الترمذی جلد اوّل والثانی، شمائل ترمذی مکمل پڑھی۔ السنن النسائی، السنن لابن ماجہ والمؤطا لامام مالک والمؤطا لامام محمد میں سے بعض اجزاء پڑھے۔
(۳) افہام و تفہیم کے بادشاہ تلمیذ حضرت تھانوی رحمہ اللہ و حضرت مدنی رحمہ اللہ حضرت مولانا مفتی محمد عبید اللہ بن مفتی محمد حسن رحمہ اللہ سے شرح

معانی الآثار لطحاوی کا کچھ حصہ پڑھا۔

(۴) ولی کامل، صوفی باصفا، سلسلہ تھانوی کے پیر و مرشد حضرت مولانا صوفی محمد سرور صاحب رحمہ اللہ سے السنن لابی داؤد جلد اوّل وثانی مکمل پڑھی۔

(۵) جامع الصفات، خطیبِ ادیب حضرت مولانا عبد الرحمٰن اشرفی بن مفتی محمد حسن امر تسری رحمہ اللہ سے الجامع الصحیح للامام مسلم کا ابتدائی حصہ پڑھا اور ۱۹۸۶ء میں فراغت پائی۔

سالانہ امتحان اور اس کا نتیجہ:

سال کے اختتام پر جامعہ اشرفیہ لاہور کا سالانہ امتحان ہوا، جس میں والد محترم نے اچھے نمبر حاصل کیے۔

جامعہ کا سالانہ نتیجہ (سال ۱۴۰۶ ہجری، الموافق ۱۹۸۶ء)

رقم	مادہ	رقم المحصّلہ
ا	الجامع الصحیح للبخاری	25
۲	الجامع الصحیح للمسلم	۹۹
۳	الجامع للترمذی	۹۵
۴	السنن لابی داؤد	۱۰۰
5	شرح معانی الآثار	95
6	السنن للنسائی	99
7	السنن لابن ماجہ	95
8	الشمائل للترمذی	100
9	مؤطا امام مالک	65
10	المؤطا امام محمد	65

مجموع	۸۷۰
درجہ	جیّد جداً

اور وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے سالانہ امتحان ۱۴۰۶ ہجری ، الموافق ۱۹۸۶ء میں شرکت کی اور درجہ جیّد میں پاس ہوئے۔

وفاق المدارس کا سالانہ نتیجہ :

رقم	مادہ	رقم المحصّلہ
۱	الجامع الصحیح للبخاری	۴۳
۲	الجامع الصحیح للمسلم	۴۰
۳	الجامع للترمذی	۴۳
۴	السنن لابی داؤد	۷۰
۵	السننان مع الشمائل	۴۷
6	المؤطا مع الطحاوی	58
مجموع		۳۰۱
درجہ		جیّد

جامعہ نصرۃ العلوم (گوجرانوالہ) میں داخلہ :

جامعہ اشرفیہ لاہور میں دورہ حدیث کا امتحان دیتے ہی والد محترم دورہ تفسیر کیلیئے گوجرانوالہ جا پہنچے، اپنے وقت اور اپنی صدی کے عظیم محدث و مفسر تمام باطل کے رد میں علمی کتب کثیرہ تصنیف کرنے والے امام اہل سنت تلمیذ حضرت مدنی رحمہ اللہ فاضل دارالعلوم دیوبند، حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ

سے مکمل دورہ تفسیر پڑھا، اور ۲۰ رمضان المبارک ۱۴۰۶ ہجری کو سند فراغت لیکر واپس وطن روانہ ہوئے۔

رحیم یار خان اسٹیشن پر استقبال:

اہل رحیم یار خان ہیں ہمارے دادا مرحوم اور رحیم یار خان شہر تبلیغی مرکز کے امیر صوفی بشیر احمد صاحب و دیگر اہل مرکز نے استقبال کیا اور حوصلہ افزائی فرمائی۔

دورہ صرف کیلئے بحر العلوم توحید آباد میں داخلہ:

دورہ صرف مدرسہ عربیہ بحر العلوم، توحید آباد، رحیم آباد، صادق آباد تحصیل کے ایک گاؤں میں داخلہ لیکر پورے چالیس روز دال کھا کر دورہ صرف پڑھا، میرے والد محترم فرماتے ہیں پڑھائی بھی خوب تھی، پڑھائی کا ماحول بھی خوب تھا، استاد محترم مولانا نصر اللہ خان صاحب رحمہ اللہ میں اولیاء اللہ والی تمام صفات دیکھائی دیتی تھیں، اہتمام نماز، ذکر واذکار، تلاوت، سادگی، توکل علی اللہ، حسن اخلاق، اکرام ضیوف، لیکن استاد محرم کے عقائد درست نہ تھے عقیدتاً وہ مماتی تھے۔ مولانا محمد یوسف مماتی دار العلوم عثمانیہ (رحیم یار خان) والوں کے ہم درس تھے۔ اور یہ دونوں ایک بڑے مماتی مولانا عبد الغنی جاجروی صاحب بدر العلوم والے کے شاگرد تھے۔ اور مولانا عبد الغنی جاجروی صاحب نے اپنا سابقہ صحیح عقیدہ بلاوجہ چھوڑ کر اہل سنت کے خلاف مماتیت کا عقیدہ بلا دلیل قبول کیا، اپنے ساتھ انہوں نے دوسروں کی آخرت بھی خراب کی۔

اندرون ملک ایک سال کا سفر:

۱۹۸۶ء بائیس رمضان المبارک کو گھر پہنچے، عید کے فوراً تبلیغی جماعت والوں نے سال کیلئے پھر چلہ کیلئے تیار کرنا شروع کر دیا، دادا جان کی چاہت بھی یہی تھی کہ میرا بیٹا سال لگالے۔ چلہ کیلئے جانا ہوا تو سال لگا کر واپسی ہوئی، اس سفر میں ملک کے کونے کونے تک جانے کا موقع ملا، عجم کے بعد ہیں عرب ض یوف کے ساتھ بھی اسفار کا موقع ملا، جس کی وجہ سے عربی بولنے میں والد صاحب کو اچھی مہارت حاصل ہوگئی، بلکہ اگر کبھی خطبہ دیں تو آواز اور انداز سے یوں لگتا ہے جیسے کوئی شیخ خطبہ دے رہا ہے۔

والد صاحب کی شادی خانہ آبادی:

۱۹۸۷ء رائے ونڈ کے سالانہ اجتماع پر حضرت مولانا انعام الحسن صاحب نے نکاح پڑھایا، اور پھر سترہ نومبر بروز جمعہ کو ایک خوش نصیب دلہن ایک خوش نصیب دلہا کے گھر رخصت ہو کر آئی دین ومتین کے تمام شعبوں میں ان کی معاون بنی۔

جامعہ قادریہ میں تدریس:

اگرچہ میرے دادا جان حاجی محمد رمضان صاحب رحمہ اللہ کا کاروبار لوہے کا تھا، آئرن سٹور جس پر، T-R، گاڈر، سریا، زرعی آلات دستیاب ہوتے تھے لیکن دادا جان نے حکماً یہ فرمایا کہ صبح سے دن بارہ بجے تک اسباق پڑھائیں تاکہ جو پڑھا ہے یاد رہے اور لوگوں کو اس کا فائدہ پہنچے، اس لیے ۱۹۸۷ء نومبر سے لے کر تقریباً ۲۰۰۰ء تک جامعہ قادریہ میں مختلف اسباق کی تدریس کی۔

عربی فاضل کا امتحان:

والد صاحب نے جامعہ قادریہ کے ایام تدریس میں استاد محترم حضرت خواجہ پیر صاحب رحمہ اللہ کے حکم سے چند طلباء و علماء نے عربی فاضل کا امتحان دیا اور مسلسل امتحانات دلوایا جاتا تھا، والد صاحب نے بھی ۱۹۹۰ء میں بہاولپور بورڈ سے امتحان پاس کیا۔

نتیجہ عربی فاضل:

پرچہ اوّل	۴۲
پرچہ ثانی	۵۲
پرچہ ثالث	۴۱
پرچہ رابع	41
پرچہ خامس	46
پرچہ سادس	71
مجموع الدرجات	293

میٹرک کا امتحان:

والد صاحب فرماتے تھے کہ ہمارے استاد محترم صاحبزادہ حضرت پیر صاحب رحمہ اللہ طلباء کو دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ دنیاوی تعلیم کی ترغیب بلکہ حکماً تعلیم

دلواتے تھے، چنانچہ والد صاحب مدظلہٗ نے ۱۹۹۱ء میں بہاولپور بورڈ سے میٹرک کا ایمان پاس کیا۔

نتیجہ میٹرک:

اُردو	۸۵
اسلامیات	۵۱
پاک سٹڈی	۵۰
جنرل میتھ	٦٦
جنرل سائنس	۵۱
اسلامک سٹڈیز	۸۰
عربی	۵٦
مجموع الدرجات	439

ایم اے اسلامیات کا امتحان:

والد محترم نے اپنے استاد محترم کی ترغیب پر ایام تدریس میں بلوچستان یونیورسٹی سے ۱۹۹٦ء میں ایم۔اے اسلامیات کا امتحان پاس کیا۔

نتیجہ ایم اے اسلامیات:

۱	٦۰	۲	٦٦
۳	۴۱	۴	۵۱
۵	۴۱	٦	۴۵
۷	۴۵	۸	۸۵

۹	۴۷	مجموع الدرجات	۴۸۱

والد صاحب نے ایک عرصہ بعد ۲۰۱۷ء میں وفاق المدارس کی سند کی بنیاد پر B.A امتحان اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور سے پاس کیا۔ جسمیں چند مضامین تھے۔

۱	۶۳
۲	۱۳۲
۳	۷۰
مجموع الدرجات	۲۵۵

لیکر پاس ہوئے کیونکہ صرف تین مضامین لازمی تھے۔

ایم۔اے عربی کا امتحان:

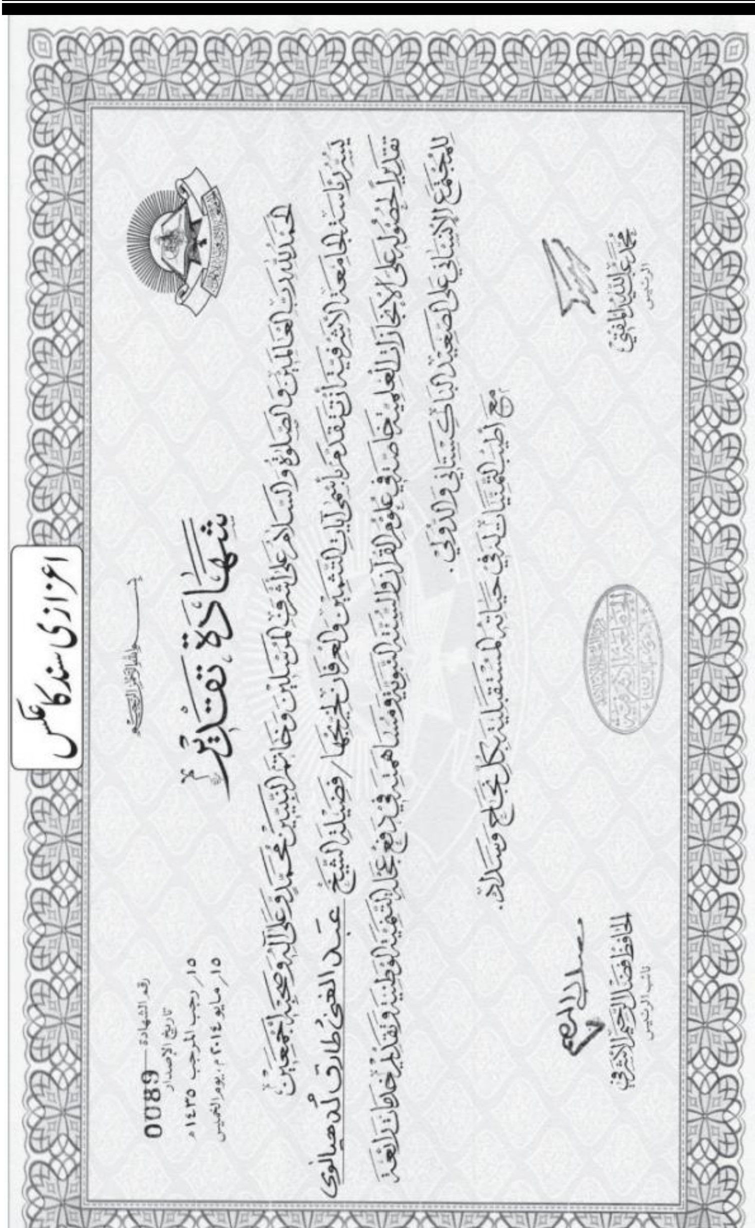
والد صاحب نے ۲۰۱۹ء میں اپنے شوق و رغبت سے جامعہ اسلامیہ بہاولپور(اسلامیہ یونیورسٹی) میں داخلہ لیکر ایم۔اے عربی کا امتحان دیا، پھر رفع درجات کیلئے دوبارہ امتحان دیا۔

جامعہ اشرفیہ لاہور سے اعزازی سند:

جامعہ اشرفیہ لاہور نے ۱۵ مئی ۲۰۱۴ء بموافق ۱۵ رجب المرجب ۱۴۳۵ ہجری کو ۱۹۴۷ء سے ۲۰۱۴ء تک فضلاء میں سے چند فضلاء کو ان کی حسن کارکردگی مثلاً تصانیف، P.HD، ایم فل، یا دیگر شعبہ جات میں ترقی کرنے پر بُلا کر فضلاء کو اعزازی سند سے نوازا، ان فضلاء کی تعداد تقریباً ۱۵۰ کے قریب تھی۔

جن میں میرے والد گرامی حضرت مولانا عبد الغنی طارق لدھیانوی دامت برکاتہم کو بھی ان کی کثرت تصانیف کیوجہ سے اعزازی سند اور دیگر انعامات سے نوازا گیا والد محترم کی تصانیف کی تعداد ستر سے متجاوز ہے، جن کا ذکر تصانیف کے عنوان کے تحت ذکر کروں گی، اس مجلس میں مفتی اعظم مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم اور وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف اور گورنر پنجاب مہمان خصوصی تھے۔

✲ ✲ ✲



اعزازی سند کا عکس

P.H.D، ڈاکٹریٹ کی اعزازی ڈگری:

الجزائر یونیورسٹی کی طرف سے مختلف مقالہ جات پر یونیورسٹی نے میرے والد صاحب کو 11-11-2025 کو اعزازی ڈگری سے نوازا، فللہ الحمد




Institute of Islamic Studies
معهد الدراسات الإسلامية
شهادة
CERTIFICATE
Ref N: 01321/21/21/C - RR/UINO:
ABDUL GHANI TARIQ LUDHYANVI BIN MUHAMMAD RAMADAN
باكستان 09/06/1966 0206
(شريعة) الدكتوراه التقديرية
"بستان الصالحين من كلام سيد الصادقين على مختصر
رياض الصالحين للإمام النووی"
0206 2023/07/12


شهادة الدكتوراه
Honorary Doctorate
منح السيد المستشار / عبد الغني طارق الدهياتوي بن محمد رمضان
رحيم يار خان، بولاية بنجاب، باكستان
"بستان الصالحين من كلام سيد الصادقين على مختصر رياض الصالحين للإمام النووي"
2025/11/11

والد محترم کے اسفار:

حفظ قرآن مجید کے بعد دوران تعلیم اور تعلیم کے بعد مسلسل والد صاحب کے آج تک اندرون ملک اور بیرون ملک کثرت سے اسفار کیئے۔ زندگی کا ایک معتدبہ حصہ اسفار میں گزر گیا۔ اندرون ملک جن شہروں اور قصبات کے سفر کیے ان کی فہرست بہت طویل ہے۔ یہاں صرف چند غیر ملکی اسفار کا تذکرہ کروں گی۔

غیر ملکی اسفار:

(۱) والد محترم کا پہلا سفر ۱۹۸۸ء میں مصر کا ہوا جو تقریباً ۶ ماہ پر محیط تھا۔

(۲) دوسرا سفر ۱۹۸۹ء سوڈان کا ہوا۔ جو تقریباً ۲۳ دن پر مشتمل تھا۔

(۳) تیسرا سفر ۱۹۹۳ء میں یمن کا ہوا جو تقریباً ۱ سال کے زائد عرصہ پر محیط تھا۔

(۴) ۱۹۹۳ء میں ابو ظہبی کا سفر ہوا، جو قلیل وقت پر مشتمل تھا۔

(۵) ۱۹۹۷ء میں والد صاحب بنگلہ دیش تشریف لے گئے۔ ان کا یہ سفر تقریباً ۴۵ دن پر محیط تھا۔

(۶) پانچواں سفر ۲۰۰۳ء میں ساؤتھ افریقہ کا ہوا۔ جو تقریبا ۵۵ دن پر محیط تھا۔

(۷) ۲۰۰۳ء میں بوٹسوانہ کا ہوا۔ جو چند دن پر مشتمل تھا۔

(۸) ۲۰۰۴ء میں دوبارہ ساؤتھ افریقہ کا سفر کیا جو تقریباً ۴۰ دن پر پر محیط تھا۔ جس میں مولانا احسان اللہ ہزاروی صاحب جو کراچی سے جمعیت علماء اسلام کی سیٹ پر MPA (ایم۔ پی۔ اے) بنے وہ شریکِ سفر رہے۔

(۹) اٹھواں سفر ۲۰۰۷ء میں دبئ، شارجہ، العین، اُمّ قوین کا ہوا۔ جو ۹ دنوں پر مشتمل تھا۔

(۱۰) ۲۰۰۹ء میں دوسری بار چند رفقاء کے ساتھ دوبارہ مصر جانا ہوا، یہ سفر تقریباً ۵ دن پر مشتمل تھا۔

(۱۱) ۲۰۰۹ء میں تیسری بار ایک دفعہ پھر مصر اور قاہرہ کا سفر ہوا جو بہت کم وقت پر مشتمل تھا۔

(۱۲) ۲۰۰۰ء میں افغانستان کا سفر کیا جو چند ایام پر مشتمل تھا۔

(۱۳) ۲۰۱۰ء میں سری لنکا کا سفر ہوا جو بہت تھوڑے دنوں کا تھا۔

(۱۴) ۲۰۱۰ء میں دوبارہ سری لنکا کا سفر درپیش آیا وہ بھی چند ایام پر محیط تھا۔

(۱۵) ۲۰۱۸ء میں ازبکستان، بخارا، ترمذ، سمرقند، تاشقند کا سفر کیا جو پورے آٹھ دن پر مشتمل تھا۔

(۱۶) ۲۰۱۸ء میں ایک سفر استنبول/ترکی کا ہوا جو تقریباً ایک ہفتہ پر مشتمل تھا۔

اسفار حرمین شریفین

والد محترم کو دیگر اسفار سے زیادہ محبوب ترین سفر حرمین شریفین کا ہوتا تھا اور ہوتا ہے۔ جس کیلئے وہ ہر چھوٹے بڑے، غریب وامیر، اپنے اور غیر سے ہر وقت دعاء کی درخواست کرتے رہتے رہے ہیں حتیٰ کہ بعض مرتبہ ایک ایک دن میں کئی کئی دفعہ اپنی والدہ، والد صاحب) اپنی زوجہ یعنی ہماری ماں، اور خود ہم سے یعنی تمام اولاد سے حرم شریف کی حاضری کی دعاء کا کہتے رہتے ہیں۔

شاید یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ والد محترم کو بہت دفعہ اپنے گھر اور نبی کریم ﷺ کے در بلوایا، اور آئندہ بھی اللہ تعالیٰ سے امید ہے بلکہ قوی امید ہے کبھی بھی میرے والد محترم کو اپنے گھر کی حاضری سے محروم نہ فرمائیں گے۔

☆ اہل ایمان کے شوق اور ذوق کی خاطر چند اسفار حرم شریف کا ذکر کر دیتی ہوں وگرنہ یہ اسفار ان شاء اللہ موت تک جاری وساری رہیں گے، اللہ تعالیٰ جاری رکھے کبھی بھی محروم نہ فرمائے۔

(۱) حرمین شریفین کا پہلا سفر ۱۹۸۹ء میں حج کا نصیب ہوا۔

(۲) حرمین شریفین کا دوسرا سفر ۱۹۹۴ء برائے حج مقدر ہوا۔

(۳) حرمین شریفین کا تیسرا سفر ۱۹۹۷ء برائے عمرہ مقدر ہوا۔

(۴) حرمین شریفین کا چوتھا سفر ۲۰۰۰ء برائے عمرہ مقدر ہوا۔

(۵) حرمین شریفین کا پانچواں سفر ۲۰۰۸ء برائے عمرہ مقدر ہوا۔

(۶) حرمین شریفین کا چھٹا سفر ۲۰۰۹ء برائے عمرہ مقدر ہوا۔

(۷) حرمین شریفین کا ساتواں سفر ۲۰۱۰ء برائے عمرہ مقدر ہوا۔

(۸) حرمین شریفین کا آٹھواں سفر ۲۰۱۱ء برائے عمرہ مقدر ہوا۔

(۹) حرمین شریفین کا نواں سفر ۲۰۱۲ء برائے عمرہ مقدر ہوا۔

(۱۰) حرمین شریفین کا دسواں سفر ۲۰۱۳ء برائے عمرہ مقدر ہوا۔

(۱۱) حرمین شریفین کا گیارھواں سفر ۲۰۱۴ء برائے عمرہ مقدر ہوا۔

(۱۲) حرمین شریفین کا بارھواں سفر ۲۰۱۴ء برائے حج مقدر ہوا۔

(۱۳) حرمین شریفین کا تیرھواں سفر ۲۰۱۵ء برائے عمرہ مقدر ہوا۔

(۱۴) حرمین شریفین کا چودھواں سفر ۲۰۱۵ء برائے حج مقدر ہوا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم سے ۲۰۱۴ء اور ۲۰۱۵ء میں دو دو سفر نصیب فرمائے۔

(۱۵) حرمین شریفین کا پندرھواں سفر ۲۰۱۶ء برائے عمرہ نصیب ہوا۔

(۱۶) حرمین شریفین کا سولہواں سفر ۲۰۱۶ء برائے عمرہ نصیب ہوا۔

(۱۷) حرمین شریفین کا سترھواں سفر ۲۰۱۶ء برائے عمرہ نصیب ہوا۔

(۱۸) حرمین شریفین کا اٹھارھواں سفر ۲۰۱۶ء برائے عمرہ نصیب ہوا۔

(۱۹) حرمین شریفین کا انیسواں سفر ۲۰۱۶ء برائے حج نصیب ہوا۔

(۲۰) حرمین شریفین کا بیسواں سفر ۲۰۱۶ء برائے عمرہ نصیب ہوا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے والد گرامی کو رب جلیل نے ۲۰۱۶ء میں چھ سفر نصیب فرمائے۔(اَللّٰهُمَّ زِدْ فَزِدْ)

(۲۱) حرمین شریفین کا اکیسواں سفر ۲۰۱۷ء برائے عمرہ نصیب ہوا۔

(۲۲) حرمین شریفین کا بائیسواں سفر ۲۰۱۷ء برائے عمرہ نصیب ہوا۔

(۲۳) حرمین شریفین کا تئیسواں سفر ۲۰۱۷ء برائے عمرہ نصیب ہوا۔

(۲۴) حرمین شریفین کا چوبیسواں سفر ۲۰۱۷ء برائے عمرہ نصیب ہوا۔

(۲۵) حرمین شریفین کا پچیسواں سفر ۲۰۱۷ء برائے حج نصیب ہوا۔
(۲۶) حرمین شریفین کا چھبیسواں سفر ۲۰۱۷ء برائے عمرہ نصیب ہوا۔
(۲۷) حرمین شریفین کا ستائیسواں سفر ۲۰۱۷ء برائے عمرہ نصیب ہوا۔

۲۰۱۷ء میں بھی والد محترم پر رب ذوالجلال کا کرم ہوا، والد محترم کو سات (۷) سفر نصیب ہوئے۔

(۲۸) حرمین شریفین کا اٹھائیسواں سفر ۲۰۱۸ء برائے عمرہ نصیب ہوا۔
(۲۹) حرمین شریفین کا انتیسواں سفر ۲۰۱۸ء برائے عمرہ نصیب ہوا۔
(۳۰) حرمین شریفین کا تیسواں سفر ۲۰۱۸ء برائے عمرہ نصیب ہوا۔
(۳۱) حرمین شریفین کا اکتیسواں سفر ۲۰۱۸ء برائے حج نصیب ہوا۔
(۳۲) حرمین شریفین کا بتیسواں سفر ۲۰۱۸ء برائے عمرہ نصیب ہوا۔
(۳۳) حرمین شریفین کا تینتیسواں سفر ۲۰۱۸ء برائے عمرہ نصیب ہوا۔

۲۰۱۸ء میں رب کے فضل و کرم سے میرے والد گرامی کو چھ (۶) سفر نصیب ہوئے، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، ان اسفار میں مزید اضافہ فرمائے۔

(۳۴) حرمین شریفین کا چونتیسواں سفر ۲۰۱۹ء برائے عمرہ مقدر فرمایا۔
(۳۵) حرمین شریفین کا پینتیسواں سفر ۲۰۱۹ء برائے عمرہ مقدر فرمایا۔
(۳۶) حرمین شریفین کا چھتیسواں سفر ۲۰۱۹ء برائے عمرہ مقدر فرمایا۔
(۳۷) حرمین شریفین کا سینتیسواں سفر ۲۰۱۹ء برائے عمرہ مقدر فرمایا۔
(۳۸) حرمین شریفین کا اڑتیسواں سفر ۲۰۱۹ء برائے حج مقدر فرمایا۔
(۳۹) حرمین شریفین کا انتالیسواں سفر ۲۰۱۹ء برائے عمرہ نصیب ہوا۔
(۴۰) حرمین شریفین کا چالیسواں سفر ۲۰۱۹ء برائے عمرہ نصیب ہوا۔

خالق ارض و سماء نے ۲۰۱۹ء میں بھی سات (۷) سفر مقدر فرمائے۔ اللہ تعالیٰ نظر بد سے بچائے، مزید اضافہ فرمائے۔

(۴۱) حرمین شریفین کا اکتالیسواں سفر ۲۰۲۰ء برائے عمرہ نصیب ہوا۔

(۴۲) حرمین شریفین کا بیالیسواں سفر ۲۰۲۰ء برائے عمرہ نصیب ہوا۔

(۴۳) حرمین شریفین کا تنتالیسواں سفر ۲۰۲۰ء برائے عمرہ نصیب ہوا۔

اس سال کرونا کیوجہ حج معطل کر دیا گیا تھا۔

(۴۴) حرمین شریفین کا چوالیسواں سفر ۲۰۲۱ء برائے عمرہ نصیب ہوا۔

(۴۵) حرمین شریفین کا پنتالیسواں سفر ۲۰۲۲ء برائے عمرہ نصیب ہوا۔

(۴۶) حرمین شریفین کا چھیالیسواں سفر ۲۰۲۲ء برائے عمرہ نصیب ہوا۔

(۴۷) حرمین شریفین کا سنتالیسواں سفر ۲۰۲۲ء برائے عمرہ نصیب ہوا۔

(۴۸) حرمین شریفین کا اڑتالیسواں سفر ۲۰۲۲ء برائے عمرہ نصیب ہوا۔

(۴۹) حرمین شریفین کا انچاسواں سفر ۲۰۲۲ء برائے عمرہ نصیب ہوا۔

(۵۰) حرمین شریفین کا پچاسواں سفر ۲۰۲۲ء برائے حج نصیب ہوا۔

(۵۱) حرمین شریفین کا اکاونواں سفر ۲۰۲۲ء برائے عمرہ نصیب ہوا۔

(۵۲) حرمین شریفین کا باونواں سفر ۲۰۲۲ء برائے عمرہ نصیب ہوا۔

(۵۳) حرمین شریفین کا ترپنواں سفر ۲۰۲۲ء برائے عمرہ نصیب ہوا۔

(۵۴) حرمین شریفین کا چونواں سفر ۲۰۲۲ء برائے عمرہ نصیب ہوا۔

(۵۵) حرمین شریفین کا پچپنواں سفر ۲۰۲۲ء برائے عمرہ نصیب ہوا۔

(۵۶) حرمین شریفین کا چھپنواں سفر ۲۰۲۲ء برائے عمرہ نصیب ہوا۔

والد محترم کو ۲۰۲۲ء میں اللہ تعالیٰ نے بارہ (۱۲) اسفار حرم کے نصیب فرمائے۔

(۵۷) حرمین شریفین کا ستاونواں سفر ۲۰۲۳ء برائے عمرہ مقدر ہوا۔
(۵۸) حرمین شریفین کا اٹھاونواں سفر ۲۰۲۳ء برائے عمرہ نصیب ہوا۔
(۵۹) حرمین شریفین کا انسٹھواں سفر ۲۰۲۳ء برائے عمرہ نصیب ہوا۔
(۶۰) حرمین شریفین کا ساٹھواں سفر ۲۰۲۳ء برائے عمرہ نصیب ہوا۔
(۶۱) حرمین شریفین کا اکسٹھواں سفر ۲۰۲۳ء برائے عمرہ نصیب ہوا۔
(۶۲) حرمین شریفین کا باسٹھواں سفر ۲۰۲۳ء برائے عمرہ مقدر ہوا۔
(۶۳) حرمین شریفین کا تریسٹھسواں سفر ۲۰۲۳ء برائے حج نصیب ہوا۔
(۶۴) حرمین شریفین کا چونسٹھسواں سفر ۲۰۲۳ء برائے عمرہ نصیب ہوا۔
(۶۵) حرمین شریفین کا پینسٹھواں سفر ۲۰۲۳ء برائے عمرہ نصیب ہوا۔
(۶۶) حرمین شریفین کا چھیاسٹھواں سفر ۲۰۲۳ء برائے عمرہ نصیب ہوا۔
(۶۷) حرمین شریفین کا ستاسٹھواں سفر ۲۰۲۳ء برائے عمرہ نصیب ہوا۔

سال ۲۰۲۳ء میں رب تعالیٰ کے فضل سے حرم شریف کے گیارہ اسفار نصیب ہوئے۔

(۶۸) ۲۰۲۴/۰۱/۳۰ء حرمین شریفین کا اڑسٹھواں سفر ۲۰۲۴ء برائے عمرہ مقدر ہوا۔
(۶۹) حرمین شریفین کا انہترواں سفر ۲۰۲۴/۳/۲۲ برائے عمرہ
(۷۰) حرمین شریفین کا سترواں سفر 2024/3/29 برائے عمرہ
(۷۱) حرمین شریفین کا اکہترواں سفر 2024/7/03 برائے عمرہ
(۷۲) حرمین شریفین کا بہترواں سفر 2025/2/08 برائے عمرہ
(۷۳) حرمین شریفین کا تہترواں سفر ۲۰۲۵/۳/۱۷ برائے عمرہ

(۷۴) حرمین شریفین کا چوہتر واں سفر 2025/4/09 برائے عمرہ
(۷۵) حرمین شریفین کا پچھتر واں سفر ۲۰۲۵/۶/۰۹ برائے عمرہ
(۷۶) حرمین شریفین کا چھتر واں سفر 2025/7/08 برائے عمرہ
(۷۷) حرمین شریفین کا ستتر واں سفر 2025/10/03 برائے عمرہ
(۷۸) حرمین شریفین کا اٹھتر واں سفر 2025/10/19 برائے عمرہ
(۷۹) حرمین شریفین کا اناسی واں سفر ۲۰۲۶/۰۳/۲۷ برائے عمرہ

تالیفات و تصانیف:

والد محترم نے تدریس، تبلیغ، مناظرہ، اسفار کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی مدد سے تصنیفی میدان میں بھی خوب کام کیا ہے۔ بقول حضرت والد صاحب کے کہ درجہ خامسہ اور سادسہ میں شوق مناظرہ کے ساتھ ساتھ تصنیف کا ذوق بھی پیدا ہو گیا تھا۔ انہی دو سالوں میں دو رسالے تصنیف کیے۔

(۱) اعلیٰ حضرت کے کارنامے
(۲) الدلائل القویۃ فی اثبات حیاۃ النبویۃ ﷺ

پھر اس کے بعد مسلسل تدریس، اسفار، تصانیف کا مشغلہ رہا جو کہ آج بوقت تحریر ۲۰۲۳/۱۲/۲۶ء تک جاری و ساری ہے۔ اللہ تعالیٰ صحت و عافیت کے ساتھ تمام خیر کے کاموں کو موت تک کرتے رہنے کی توفیق، ہمت، جذبہ، شوق و ذوق نصیب فرمائے۔ (آمین)

حضرت والد محترم کی تصانیف کا تذکرہ مختصراً انداز میں نقل کررہی ہوں تفصیلات والد صاحب کی آپ بیتی جلد اوّل،ثانی،ثالث،رابع اور جلد خامس زیر ترتیب میں ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔

مطبوعہ تصانیف:

(۱) انوارالسنن شرح الجامع السنن للترمذی[ناشر:زم زم پبلشرز کراچی]
(۲) بنیادی فقہی احکام [ترجمہ تسہیل الضروری:دو جلد][ناشر : ادارۃ القرآن کراچی]
(۳) بستان الصالحین [عربی][ناشر: مطبع البرکاتی :شارع ستین، مکۃ المکرمہ]
(۴) رسول اکرم ﷺ کے آنسو[ناشر:مکتبہ مکیہ لاہور،طیب پبلشرز لاہور،مکتبۃ الامۃ رحیم یارخان]
(۵) صالحینؒ کے آنسو[ناشر:مکتبہ مکیہ لاہور،طیب پبلشرز لاہور،مکتبۃ الامۃ رحیم یارخان]
(٦) رسول اکرم ﷺ کی مسکراہٹیں[ناشر:مکتبہ مکیہ لاہور ، طیب پبلشرز لاہور،مکتبۃ الامۃ رحیم یارخان]
(۷) صحابہ کرامؓ کے آنسو[ناشر:مکتبہ مکیہ لاہور،طیب پبلشرز لاہور،مکتبۃ الامۃ رحیم یارخان]
(۸) اصلی زادالداعی[عربی،اردو][ناشر:مکتبہ مکیہ لاہور]
(۹) دس گناہگار عورتیں[ناشر:مکتبہ مکیہ لاہور]

(۱۰) گیارہ گناہگار جماعتیں [ناشر: مکتبہ مکیہ لاہور] [یہ کتاب فارسی ترجمہ کے ساتھ ایران سے بھی کئی بار طبع ہوئی۔]

(۱۱) تنبیہ المسلمین [ترجمہ] منبہات ابن حجر [ناشر: مکتبہ مکیہ لاہور ومکتبۃ الامۃ، رحیم یار خان]

(۱۲) شادی کی پہلی دس راتیں [ناشر: ہندو پاک کے مکتبات]

(۱۳) متفقہ فیصلہ [ناشر: مرکز اہل سنت ودیگر]

(۱۴) محبت کا پہلا جھٹکا [ناشر: مکتبۃ الامۃ، رحیم یار خان]

(۱۵) خطبات صفدر ۲ جلد [ناشر: مکتبہ مکیہ لاہور، ودار الکتاب لاہور]

(۱۶) تباہی کے ستر راستے [ترجمہ] الکبائر للذہبی [ناشر: مکتبہ مکیہ لاہور]

(۱۷) سرتاج محدثین [ترجمہ] الخیرات الحسان لابن حجر مکی [ناشر: مکتبہ مکیہ لاہور ومکتبۃ الامۃ]

(۱۸) شان ابی حنیفہ رحمہ اللہ [ترجمہ] تبییض الصحیفہ للسیوطی [ناشر: مکتبہ مکیہ لاہور ومکتبۃ الامۃ]

(۱۹) امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ [ترجمہ] المواہب الشریفہ للشیخ بلند شہری [ناشر: مکتبہ مکیہ لاہور ومکتبۃ الامۃ]

(۲۰) جنت اور اسکے حسین مناظر [ترجمہ] صفۃ الجنّۃ لابی نعیم [ناشر: ادارہ تالیفات اشرفیہ، ملتان]

(۲۱) منتخب کنز العمال [ناشر: ادارہ تالیفات اشرفیہ، ملتان]

(۲۲) مسائل عشر [ناشر: مکتبۃ الحمیرا، رحیم یار خان]

(۲۳) صالحینؒ کا انداز سخاوت[ترجمہ] الکرم و الجود وسخاء النفوس[ناشر: مکتبۃ الحمیرا، رحیم یار خان]

(۲۴) اعمال صالحہ پر کیا ملے گا؟[ترجمہ]الترغیب فی فضائل الاعمال والثواب ذالک[ناشر: مکتبۃ الحمیرا، رحیم یار خان]

(۲۵) آپ بیتی جلد اوّل/ثانی[ناشر: مکتبۃ الحمیرا، رحیم یار خان]

(۲۶) فضائل کا نچوڑ[ترجمہ] لباب الحدیث للسیوطی[ناشر: مکتبہ مکیہ لاہور]

غیر مطبوع کمپوز شدہ:

(۱) دموع الصحابہ رضی اللہ عنہم [عربی]

(۲) دموع مصطفی ﷺ[عربی]

(۳) تبسمات رسول ﷺ[عربی]

(۴) حکم المسح علی الجوربین [عربی]

(۵) ارائیں علماء کی دینی وسیاسی خدمات [جلدیں]

(۶) اعلیٰ حضرت کے کارنامے

(۷) الدلائل القویۃ فی اثبات حیاۃ النبویہ ﷺ

(۸) بھوک کے فوائد [ترجمہ] الجوع لابن ابی الدنیا

(۹) جہنم کے ہولناک مناظر [ترجمہ] صفۃ النار لابن ابی الدنیا

(۱۰) بستان السلوک [ترجمہ] تحفۃ الملوک

(۱۱) بقیع میں مدفون صحابہ [ترجمہ] الاصابۃ

(۱۲) نور الایمان فی خلاصۃ القرآن

(۱۳) آپ بیتی جلد ۳،4

(14) الاستعداد لیوم الحساب [عربی]

(15) کلام خدا بزبان مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم [ترجمہ] الاحادیث القدسیہ

(16) تنویر الایمان فی دروس القرآن [3 جلد، المعروف احکام القرآن]

(17) انوار الایمان فی تفسیر القرآن [۲ جلد، پہلے دس پارے]

(18) حسن اخلاق [ترجمہ] مکارم الاخلاق [2 جلد]

(19) نماز کا طریقہ قدم بقدم

(20) فقہ الکمال [ترجمہ] کتاب الخصال

(21) مختصر سیرت حضرت ابو بکر صدیق

(22) مختصر سیرت حضرت عمر فاروق

(23) مختصر سیرت حضرت عثمان بن عفان

(24) مختصر سیرت حضرت علی المرتضی

(25) مختصر سیرت حضرات شیخین

(26) مختصر سیرت خلفاء راشدین

(27) مختصر سیرت عشرۃ مبشرۃ

(28) مختصر سیرت حضرت حسن بن علی

(29) مختصر سیرت حضرت حسین بن علی

(30) مختصر سیرت حسنین کریمین

(31) مختصر سیرت حضرت معاویة بن ابي سفيان

(32) مختصر سیرت حضرت عبداللہ بن مسعود

(33) مختصر سیرت حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

(34) مختصر سیرت حضرت عبداللہ بن عباس

(35) مختصر سیرت عبداللہ بن زبیر

(36) مختصر سیرت امہاۃ المؤمنین

(37) مختصر سیرت بنات رسولؐ وانکی اولاد

(38) مختصر سیرت صحابیات

(39) مختصر سیرت انصار صحابہ [جلد اول/دوم]

(40) مختصر سیرت مہاجرین صحابہ کرام [جلد اول/دوم]

(41) مختصر سیرت اہل کتاب صحابہ کرام

(42) مختصر سیرت فتح مکہ پر اسلام لانے والے صحابہ کرام

(43) مختصر سیرت تاجدار مدینۃ [مکمل]

(44) مختصر سیرت حبیب خدا [مکمل]

(45) میرے اساتذہ اور انکی علمی و تصنیفی خدمات

(46) 950 حفاظ حدیث کا مختصر تذکرہ

(47) اسلاف کا ذوق حج و عمرہ

(48) اسلاف کا ذوق نکاح

(49) اسلاف کا ذوق سخاوت

(50) میرے رفقاء حرمین

(51) ارض لاہور تا ارض بخارا

(52) مصر و ترکی کا دلچسپ سفر نامہ

مسوّدات غیر کمپوز شدہ:

(۱) فتح الاسرار شرح معانی الآثار، للطحاوی

(۲) کاروان مدنی

(۳) تذکرہ علماء رحیم یار خان

(۴) فتاویٰ لدھیانوی

(5) مرنے کے بعد کیا ہوگا؟ [ترجمہ] البعث والنشور للبیہقی

(6) خواتین اور ان کی ذمہ داریاں [ترجمہ] ادب النساء

(7) اللہ پکارتا ہے، اے ایمان والو [ا جلد]

(8) ثلاثیات تلامیذ امام ابو حنیفہ [عربی]

(9) خواتین اسلام اور فرمان رسول [ترجمہ] الاربعین الأسوۃ

(10) نبوی دن رات [ترجمہ] عمل الیوم واللّیلۃ لابن سنی

(11) ثلاثیات امام اعظم ابو حنیفہ [عربی]

(12) ثلاثیات امام مالک [عربی]

(13) ثلاثیات امام محمد بن حسن [عربی]

(14) چہل حدیث [ترجمہ] اربعین امام نووی و اسکی شرح

(15) ظہور مہدی اور فرمان رسول

(16) کشف المصابیح شرح مشکوۃ المصابیح [نامکمل]

(17) فتاوی جامعۃ الحمیراء

(18) غیر مقلدین کا اسلام [نامکمل]

(19) عقائد اہلسنت [ترجمہ] قطر المغیث

(20) مختصر سیرت شہداء بدر و شرکاء بدر

(21) مختصر سیرت شہداء احد

(22) مختصر سیرت شہداء عہد رسولؐ

(23) مختصر سیرت اہل بیت رسول [نامکمل]

(24) مناقب حضرت ابو بکر صدیق

(25) مناقب حضرت عمر بن خطاب [نامکمل]

(26) مناقب حضرت عثمان [نامکمل]

(27) مناقب حضرت علی [نامکمل]

(28) خصوصیات علی بن ابی طالب [ترجمہ] مناقب علی للنسائی

(29) فوائد اعمال [ترجمہ] فضائل اعمال

(30) نبوی ذکر و اذکار [ترجمہ] کتاب الاذکار للسیوطی

(31) مقام صحابہ [ترجمہ] فضائل صحابہ للنسائی

(32) مناقب حضرت امیر معاویہ

(33) علماء رحیم یار خان کی تصنیفی خدمات

(34) علماء دیوبند کی تصنیفی خدمات

(35) علماء پنجاب کی تصنیفی خدمات

(36) علماء دیوبند اور انکے سن وفات

(37) امام ابو حنیفہ کا مقام اہل علم کی نظر میں

(38) اول کون [ترجمہ] کتاب الآوائل
(39) صحابہ کرام اور انکی مرویات کی تعداد
(40) علماء دیوبند کے علمی میدان کے شہسوار
(41) اسلاف کا ذوق جہاد [مکمل]
(42) اسلاف کا ذوق ذکر اللہ [نامکمل]
(43) اسلاف کا ذوق نماز [مکمل]
(44) اسلاف کا ذوق علم [نامکمل]
(45) اسلاف کا ذوق دعوت و تبلیغ [نامکمل]
(46) دعاؤں کا سمندر [ترجمہ] کتاب الدعاء
(47) علماء کرام سے میری خط و کتابت
(48) ہم عصر علماء کا ایک دوسرے سے علم حاصل کرنا [مکمل]
(49) صحیح صلوۃ الرسول [نامکمل]
(50) آپ بیتی [جلد 5]
(51) ارائیں علماء کی دینی و سیاسی خدمات [جلد 4]
(52) نماز نبوی [نامکمل]
(53) رکعات نماز
(54) مرد و عورت کی نماز میں فرق
(55) مناقب سیدہ عائشہ [ترجمہ] الاربعون فی فضائل الطاہرہ المصون
(56) زیارات مزارات
(57) عاشق حرمین

(58) رحیم یار خان میں فضلائے دیوبند

دیگر علماء سے لکھوائی کتب:

والد محترم کی عادت میں سے ایک بہت عمدہ عادت یہ ہے کہ جس کارِ خیر میں خود مشغول ہوتے ہیں اپنے دوستوں واحباب کو بھی ان کاموں کے کرنے کی ترغیب دیتے ہیں، مثلاً تبلیغ میں وقت لگانے کی، کثرت سے حج وعمرہ کرنے کی، تصنیف و تالیف کی، اجازت حدیث والد محترم کی ترغیب و تحریض سے جو کتب لکھی گئیں وہ یہ ہیں:

(۱) عطاء الباری شرح بخاری لمولانا محمد عطاالمنعم مدظلہٗ (۲ جلد) [ادارہ تالیفات]
(۲) عطاء المنعم شرح مسلم لمولانا محمد عطاالمنعم مدظلہٗ (۲ جلد) [ادارہ تالیفات]
(۳) صراط مستقیم کورس لمولانا محمد عطاالمنعم مدظلہٗ [مکتبہ حمیراء و مکتبہ اُمۃ]
(۴) فقاہت ابی حنیفہ، لمولانا خدابخش صاحب [مکتبہ حمیراء و مکتبہ اُمۃ]
(۵) چہل حدیث: حصہ اوّل، ثانی، ثالث لمولانا محمد عطاالمنعم مدظلہٗ [مکتبہ حمیراء]

اجازات احادیث:

والد محترم حضرت مولانا عبدالغنی طارق لدھیانوی حفظہ اللہ کی اکابر کی زیارت اوران سے اجازت حدیث لینے کا بہت شوق تھا اور ہے جس کا اندازہ ان کی آپ بیتی پڑھنے سے بخوبی ہو سکتا ہے۔ جس کے لیے وہ طویل سفر سے بھی گھبراتے نہیں ہیں

اساتذہ حدیث:

جن اکابر و مشائخ حدیث سے والد محترم صاحب مدظلہٗ نے کتب احادیث مستقل

اور باالاستیعاب پڑھیں پہلے ان کا ذکر پھر مجیزین کی فہرست نقل کروں گی:

(۱) محدث و مفسر حضرت مولانا محمد مالک کاندھلوی رحمہ اللہ بن محدث و مفسر حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ سے.........الجامع الصحیح (للامام البخاری رحمہ اللہ) اوّل وثانی مکمل پڑھی۔

(۲) خطیب و ادیب مفسر قرآن حضرت مولانا عبد الرحمٰن اشرفی رحمہ اللہ بن حضرت مولانا مفتی محمد حسن امر تسری رحمہ اللہ بانی جامعہ اشرفیہ سے......... الجامع الصحیح (للامام مسلم رحمہ اللہ) پڑھی۔

(۳) العالم الجلیل المحقق المحدث المفسر حضرت مولانا محمد موسیٰ روحانی البازی رحمہ اللہ سے......الجامع (للامام الترمذی رحمہ اللہ) کامل مکمل پڑھی۔

(۴) ہ الشمائل (للامام الترمذی رحمہ اللہ) مکمل ثالث الذکر سے پڑھی۔

(۵) السنن (للامام النسائی رحمہ اللہ)

(٦) السنن (لابن ماجہ رحمہ اللہ)

(۷) المؤطاء (للامام مالک رحمہ اللہ)

(۸) المؤطاء (للامام محمد بن حسن الشیبانی رحمہ اللہ)

مذکورہ چار کتب کے بعض الاجزاء، ابواب، روایات، ثالث الذکر شیخ سے سماعت کیے۔

(۹) عالم باعمل، صوفی باصفا، محدث، حضرت مولانا صوفی محمد سرور صاحب رحمہ اللہ سے السنن (للامام ابی داؤد رحمہ اللہ) مکمل پڑھی۔

(۱۰) العالم الفطین، العلامۃ الفہامہ حضرت مولانا مفتی محمد عبید اللہ صاحب بن حضرت مولانا مفتی حسن امر تسری رحمہ اللہ (بانی جامعہ اشرفیہ) سے شرح

معانی الآثار (للامام الطحاوی المصری رحمہ اللہ) پڑھی۔

✻ ✻ ✻

فہرســـت اســـماءالمجیزین من علماء باکستان

(۱) الشیخ المحدث المفسر محمدسرفرازخان صفدررحمہ اللہ[گوجرانوالہ]

(۲)الشـیخ فضـل الرحیم بن مفتی محمد حسـن امر تسـری رحمہ اللہ [لاہور]

(۳) الشیخ در محمدرحمہ اللہ [مخدوم عالی لودھراں]

(۴) الشیخ عبد الرزاق[شجاع آباد]

(۵) الشیخ خان محمد[جلال پور پیر والا]

(۶) الشیخ محب النبی[لاہور]

(۷) الشیخ سیف الرحمٰن المہند ثم المکی[لاہور]

(۸) الشیخ محمد عثمان کاندھلوی [لاہور]

(۹) الشیخ محمد طارق جمیل[تلمبہ]

(۱۰)الشیخ محمد نواز[حنفیہ قادریہ ، ملتان]

(۱۱)الشیخ محمد عابد[خیر المدارس ، ملتان]

(۱۲)الشیخ عبد الرؤف ہالیجوی[بنوری ٹاؤن،کراچی]

(۱۳)الشیخ شفیق الرحمٰن کشمیری[بنوری ٹاؤن،کراچی]

(۱۴)الشیخ اسعد زکریا[بنوری ٹاؤن،کراچی]

(۱۵)الشیخ محمد ادریس سومرو[کنڈیارو ، السند]

(۱۶)الشیخ عبد الباقی[کنڈیارو ، السند]
(۱۷)الشیخ عبد الرؤف ربانی[رحیم یار خان]
(۱۸)الشیخ محمد فاروق حیدری[رحیم یار خان]
(۱۹)الشیخ جان محمد را جپر[کلفٹن ، کراچی]
(۲۰)الشیخ صالح محمد[مفتاح العلوم، حیدر آباد]
(۲۱)الشیخ عبد الرحمٰن زور جمالی[عمر کوٹ ، السند]
(۲۲)الشیخ جلال الدین جمالی[نواب شاہ ، السند]
(۲۳)الشیخ محمدسلیم اللہ خان[کراچی]
(۲۴)الشیخ مفتی اکبر علی الصوفی[کراچی]
(۲۵)الشیخ مطلع الانوار[چار سدہ ، پشاور]
(۲۶)الشیخ دکتور عبد الحلیم نعمانی چشتی [کراچی]
(۲۷)الشیخ علاء الدین[ڈیرہ اسماعیل خان]
(۲۸)الشیخ محمد مجاہدخان [نوشہرہ ،پشاور]
(۲۹)الشیخ دکتور خالد محمود[بریطانیہ]
(۳۰)الشیخ محمد نافع[جھنگ]
(۳۱)الشیخ خان محمد[کندیاں ، میانوالی]
(۳۲)الشیخ جاوید اقبال[یزمان ، بہا و لپور]
(۳۳)الشیخ محمدادریس انصاری[صادق آباد،رحیم یارخان]

(۳۴)الشیخ محمد شریف اللہ [رحیم یار خان]
(۳۵)الشیخ خلیل اللہ بن محمد شریف اللہ [رحیم یار خان
]
(۳۶)الشیخ دکتور فخر الدین الغلانی[رحیم یار خان]
(۳۷)الشیخ مفتی محمد تقی عثمانی[کراچی]
(۳۸)الشیخ محمد یاسین پسروری[پسرور]
(۳۹)الشیخ المقری اللہ داد[کراچی]
(۴۰)الشیخ عبد الوھاب[سکھر ، سندھ]
(۴۱)الشیخ مفتی حبیب الرحمٰن درخواستی[خانپور، رحیم یار خان]
(۴۲)الشیخ مفتی رضاء الحق[جنوبی افریقہ]
(۴۳)الشیخ عبد الرحمٰن (المعروف تھا نہ بابا جی)[تخت بھائی مردان]
(۴۴)الشیخ سیّد سَیْد (المعروف شوڈا کو بابا جی) [شیر پاؤ، چار
سدہ]
(۴۵)الشیخ محمد معتمد باللہ(المعروف جان باباجی) [شیر پاؤ، چارسدہ]
(۴۶) الشیخ محمد ادریس[اکوڑہ خٹک ، سرحد]
(۴۷)الشیخ فضل محمو د(شبقدر،نیومیتھرہ)[چارسدہ]

(۴۸)الشـــیخ عبد الحلیم (المعروف دیر باباجی)[اکوڑہ خٹک]

(۴۹) الشـیخ محمد سـعید ہاشـمی افغانی ثم المدنی[مدینہ منورہ]

(۵۰) الشیخ مفتی شیر محمد علوی[لاہور]

(۵۱) الشـیخ ندیم احمد القاسـمی (فاضـل دیوبند)[فیصـل آباد]

(۵۲) الشیخ مفتی فضل احمد قادری[ملتان]

(۵۳)الشیخ مفتی محمد عمر فاروق[ملتان]

(۵۴)الشیخ مفتی غلام مصطفیٰ[اوکاڑہ]

(۵۵)الشیخ محمد احسان الحق[رائے ونڈ ، لاہور]

(۵۶) الشیخ السید مفتی جاوید حسین شاہ[فیصل آباد]

(۵۷)الشیخ السید عبد الرشید رشیدی[اوکاڑہ ، دیپالپور]

(۵۸)الشیخ منیراحمد جالندھری[ملتان]

(۵۹) الشـــیخ فضـــل الرحمٰن دھرم کوٹی[خـانقـاہ ، بہاولپور]

(۶۰) الشــیخ منظور احمد نعمانی[ظاہر پیر ، رحیم یار خان]

(۶۱) الشیخ المقری محمود[خیر المدارس ، ملتان]

(۶۲) الشیخ ظہور احمد علوی[اسلام آباد]

(۶۳) الشـــیخ حافظ عبد الرزاق[خانقاه دامان با باجی ، پشاور]
(۶۴) الشـــیخ معاذ الرحمٰن بن محمد آصـــف [رحیم یار خان]
(۶۵) الشیخ محمد عطاء المنعم[رحیم یار خان]
(۶۶) الشیخ عبد الرشید اویسی[رحیم یار خان]
(۶۷)الشیخ عبد الہادی[جتوئی]
(۶۸) الشیخ عبد القیوم نیازی (احیاء العلوم)[لاہور]
(۶۹) الشـــیخ مفتی محمـــد عبـــد الله بن مفتی عبـــد الستار[ملتان]
(۷۰)الشـــیخ محمد عزت الله بن پیر محمد[مســـتونگ ، قلات]
(۷۱) الشیخ سیف الله[سرائے نورنگ]
(۷۲)الشیخ قاضی عبد الرشید[راولپنڈی]
(۷۳)الشیخ منیراحمد منور[باب العلوم کہروڑ پکا]
(۷۴)الشیخ مفتی سعید الله شاه[پشاور]
(۷۵)الشیخ مفتی محمد قاسم بن الشیخ بجلی گھر[پشاور]
(۷۶)الشیخ المقری محمد حنیف جالندھری[ملتان]
(۷۷)الشیخ ظفر احمد (بنوری ٹاؤن)[کراچی]
(۷۸)الشیخ ہدایت الله کسّووال[ساہیوال]

(۷۹) الشیخ خدا بخش حقانی (چوک منڈا)[لیّہ]
(۸۰)الشیخ لطف اللہ حقانی[پشاور]
(۸۱) الشیخ ارشد الحسینی قاضی[اٹک]
(۸۲)الشیخ عبدالقادر السندی[خیر پوری]
(۸۳)الشیخ السیدچراغ الدین شاہ[راولپنڈی]
(۸۴)الشیخ انوار الحق [حقانیہ ،اکوڑہ خٹک]
(۸۵)الشیخ ، المقری محمود احمد (خیر المدارس)[ملتان]
(۸۶) الشیخ عبید اللہ خضداری[خضدار ، بلوچستان]
(۸۷)الشیخ نور البشر نور الحق[کراچی]
(۸۸)الشیخ حبیب الرحمٰن بن روشن دین[رحیم یار خان]
(۸۹) الشیخ مفتی محمد حسن[جامعہ مدنیہ لاہور]
(۹۰)الشیخ محمد سہیل احسان[رحیم یار خان]

اسماء المجيزين من خارج الباكستان

(۱) الشـــيخ المقرى محمد ســـالم بن المقرى محمد طیب [دارالعلوم ،دیوبند،انڈیا]
(۲) الشیخ عزیز الحق [ڈھاکہ ، بنغلہ دیش]
(۳) الشـــيخ محمد عاشـــق الٰہی البرنی رحمہ اللہ[مدینۃ المنورہ]
(۴) الشیخ محمد امین سراج (تلمیذ علامہ زاہد الکوثری رحمہ اللہ) [ترکیا ، استنبول]
(۵) الشیخ محمد مکی حجازی [مدرس الحرم المکی]
(۶) الشیخ عبد القادر الکتانی[فاس ، المغرب مراکش]
(۷) الشـــيخ عبد الرحمٰن الکتانی (وکالتًا)[فاس المراکش ، المغرب]
(۸) الشیخ کلیم اللہ الصدیقی[ہند]
(۹) الشیخ عبد الرحمٰن الکوثر البرنی[بحرین]
(۱۰) الشیخ دکتور نظام بن محمد صالح یعقوبی[بحرین]
(۱۱) الشیخ دکتور عبد القیوم السندی[مکۃ المکرمہ]
(۱۲) الشیخ دکتور محمد اکرم الندوی الهندی[بریطانیہ]

(۱۳)الشیخ دکتور ما جد الشیجاوی الحسینی[عراق]

(۱۴)الشـــیخ مفتی ظہور احمد الحســـینی[حضـــروثم البریطانی]

(۱۵)الشیخ علی بن حسن بن یحییٰ الشرفی الحازمی[مکۃ المکرمہ]

(۱۶) الشیخ دکتور یوسف عبد الرحمٰن المرعشلی[بیروت ، لبنان]

(۱۷)الشـــیخ صـــفوان بن عدنان داؤدی (حدیث واحد) [السوری + مدینۃ المنورہ]

(۱۸)الشیخ دکتور حمزۃ الکتانی[المغرب الفاس]

(۱۹)الشیخ زکریا احمد الطالب المکی[مکۃ المکرمہ]

(۲۰)الشیخ محمد علی یمانی المکی[مکۃ المکرمہ]

(۲۱)الشیخ دکتور محمد نعیم المدنی[مدینۃ المنورہ]

(۲۲)الشیخ خالد ترکستانی[]

(۲۳)الشیخ دکتور حامد اکرم المدنی[مدینۃ المنورہ]

(۲۴)الشیخ دکتور سعید عنایت اللہ[باکستان ثم المکی]

(۲۵)الشیخ محمد ابراہیم الدیولہ[ہند]

(۲۶)الشیخ اسعد محمود المکی[مکۃ المکرمہ]

(۲۷)الشیخ محمد شمیم قاسمی[ہند]

(۲۸)الشـــيخ فضـــل الرحمٰن الہاشـــمي الافغانی[مدينۃ المنوره]
(۲۹)الشيخ امتياز بن آدم الهندی[زمبيا، افريقہ]
(۳۰)الشيخ عبد الغنی بروچی[هند]
(۳۱)الشيخ احمد محمود البناء(اجازه فی القراءة) [قاهره، مصر]
(۳۲)الشيخ عماد القحطانی[]
(۳۳)الشيخ عبد الرزاق الكلملائی البنغالی[بنغلہ ديش]
(۳۴)الشيخ الدكتور ابو حذيفہ نريمان صابر الشوائی[]
(۳۵)الشيخ وليد بن ادريس المنيس[]
(۳۶)الشيخ احمد الحبشی []
(۳۷)الشيخ محمد الحبشی[]
(۳۸)الشـــيخ الدكتور حســـام الدين بن ســـليم (الحســـنی الحمصی الكيلانی) [حمص ، سوريہ]
(۳۹)الشيخ عبدالغفورالمعمرالسندی المكی[مكۃالمكرمہ]
(۴۰)الشيخ السيد محمد اصغر شاه[مدينۃ المنوره]
(۴۱)الشيخ محمد عمر زياد تكلۃ (الشامی مقيم بريطانيہ) [بريطانيہ]
(۴۲)الشيخ مصطفیٰ قديمی[يمن]
(۴۳)الشيخ ابوالليث خير آبادی الهندی[ماليزيا]

(۴۴)الشیخ سیف الدین[ترکیا]
(۴۵)الشیخ عمر حسن فلاتہ المدینی[مدینۃ /سعودیہ]
(۴۶)الشـــیخ المقری فار وق احمد (مدرس حرم نبوی) [مدینہ منورہ]
(۴۷)الشیخ رحمت اللہ (جموں کشمیر)[انڈیا]
(۴۸)الشیخ مفتی محمد ساجد(سہارنپوری)[انڈیا]
(۴۹)الشیخ محمد قربان(سہارنپوری)[انڈیا]
(۵۰)الشیخ سیدثمامۃ حسن مظاہری (سہارنپور)[انڈیا]
(۵۱)الشیخ عبد اللہ التوم[]
(۵۲)الشیخ منصور بنوت[لبنان]
(۵۳)الشـیخ الدکتور عبد الرحمٰن صـــالح دیب [الریاض، سعودیہ]
(۵۴)الشیخ عمر سعود الحدوش[]
(۵۵)الشـــیخ الدکتور عماد بن محمد بن نـائف الحبابی القحطانی العراقی[عراق]
(۵۶)الشیخ عبد الحکیم الانیس[]
(۵۷)الشـیخ عبد الرحمٰن بن محمد سـعید سـراج المهندس (اجازۃ المدّ) [مدینۃ المنورہ ، سعودیہ]
(۵۸)الشـیخ محمد اسـلم عن علی بن حسـن بن مہدی بن سنان المغربی الیمانی [مکۃ المکرمہ ھهندی مسجد]

(۵۹) الشیخ عبد الوحید ملک[مدینۃ المنورہ]

(۶۰) الشیخ حامد حسن[مظفر نگر، انڈیا]

***

اسماء المجیزات المشائخۃ

(۱) الشیخۃ سمیہ عبد الغنی[رحیم یار خان]

(۲) الشیخۃ اسماء عبد الغنی[رحیم یار خان]

(۳) الشیخۃ لبیبہ عبد الغنی[رحیم یار خان]

(۴) الشیخۃ حبیبہ عبد الغنی[رحیم یار خان]

(۵) الشیخۃ رمثہ عبد الغنی[رحیم یار خان]

(۶) الشیخۃ طاہرہ عبد الغنی[رحیم یار خان]

(۷) الشیخۃ عفیفہ عبد الغنی[رحیم یار خان]

(۸) الشیخۃ حمیرا عبد الغنی[رحیم یار خان]

(۹) الشیخۃ زہرہ بنت معراج(زوجہ صاحبہ مترجم) [رحیم یار خان]

✵ ✵ ✵

اصلاحی تعلق:

(۱) والد محترم نے تعلیم کے بعد اپنی اصلاح کی خاطر تبلیغی جماعت سے تعلق قائم کیا، اس سلسلہ میں ۱۹۸۶ء، ۱۹۸۷ء میں اندرون ملک ایک سال لگایا۔ پھر مستقل رحیم یار خان تبلیغی مرکز سے وابستہ ہو گئے۔ اور اب تک مسلسل اندرون وبیرون کے اسفار کرتے رہتے ہیں۔

(۲) والد محترم نے ہمارے دادا، اور پردادا کے پیرو مرشد حضرت خواجہ خواجگان مولانا خان محمد صاحب رحمہ اللہ (کندیاں، میانوالی) سے سلسلہ بیعت میں شریک ہوئے، حضرت کی وفات تک اصلاحی تعلق قائم رہا۔ حضرت کی وفات کے بعد تجدید بیعت حضرت مولانا میاں مسعود احمد دین پوری مدظلہٗ سے کی۔ حضرت مولانا محمد عاشق الٰہی بلند شہری رحمہ اللہ سے بھی تعلق رہا۔

مشائخ مناظرہ:

علم مناظرہ اکابر مشائخ کی صحبت میں رہ کر حاصل کیا:

(۱) ردّ روافض کیلئے مناظر اسلام فاتح رافضیت حضرت مولانا محمد عبد الستار تونسوی صاحب رحمہ اللہ (تلمیذ حضرت مدنی رحمہ اللہ) سے حاصل کیا، اور زندگی بھر ان کے بیانات سے مستفید ہوتے رہے۔

(۲) مناظر اسلام وکیل احناف حجۃ اللہ فی الارض حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی صاحب رحمہ اللہ سے چار سال تک مسلسل استفادہ کیا، اور چار سال تک رحیم یار خان میں حضرت رحمہ اللہ کی میزبانی کا شرف بھی حاصل رہا، اور حضرت اوکاڑوی صاحب رحمہ اللہ نے والد محترم کی کتاب سرتاج محدثین پر ایک

طویل مقدمہ بھی لکھا تھا۔

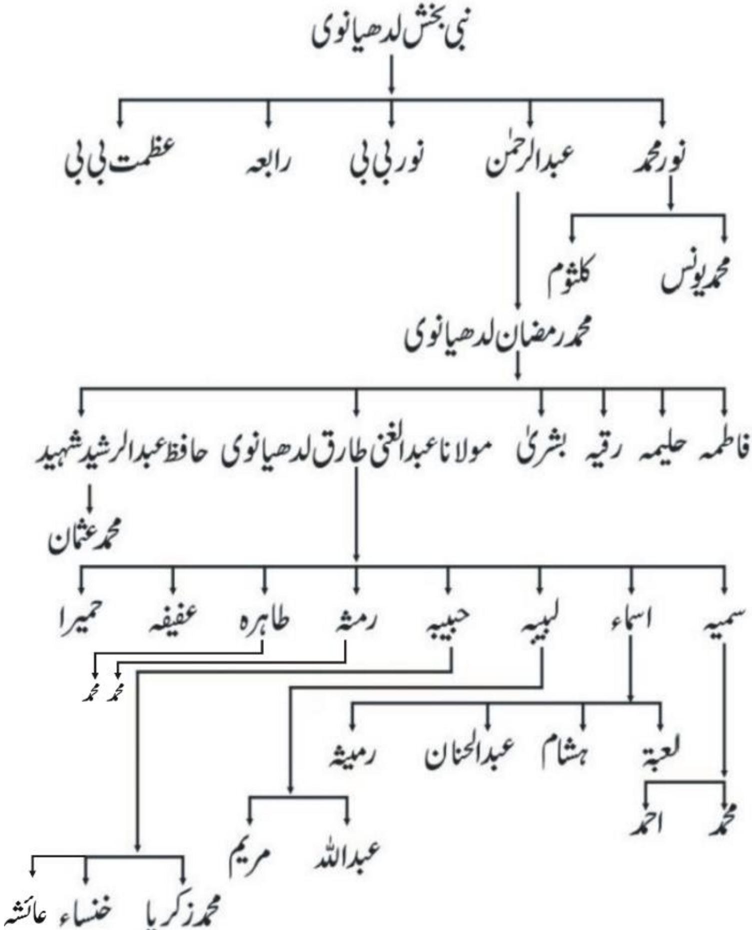
سیاسی تعلق:

والد محترم کے بتلانے کے مطابق تحریک نظام مصطفی ﷺ میں شرکت رہی، اور زمانہ طالب علمی میں جمعیت طلباء اسلام کے پلیٹ فارم سے کام کیا، شعبہ نشر و اشاعت کی ذمہ داری بھی رہی۔ اور پھر جمعیت علماء اسلام سے وابستگی اور دلی محبت رہی، رحیم یار خان مجلس عمومی کے رکن بھی رہے، لیکن والد صاحب مد ظلہ کی زیادہ توجہ تبلیغی جماعت، تدریس، اور تصنیف کی طرف رہی۔

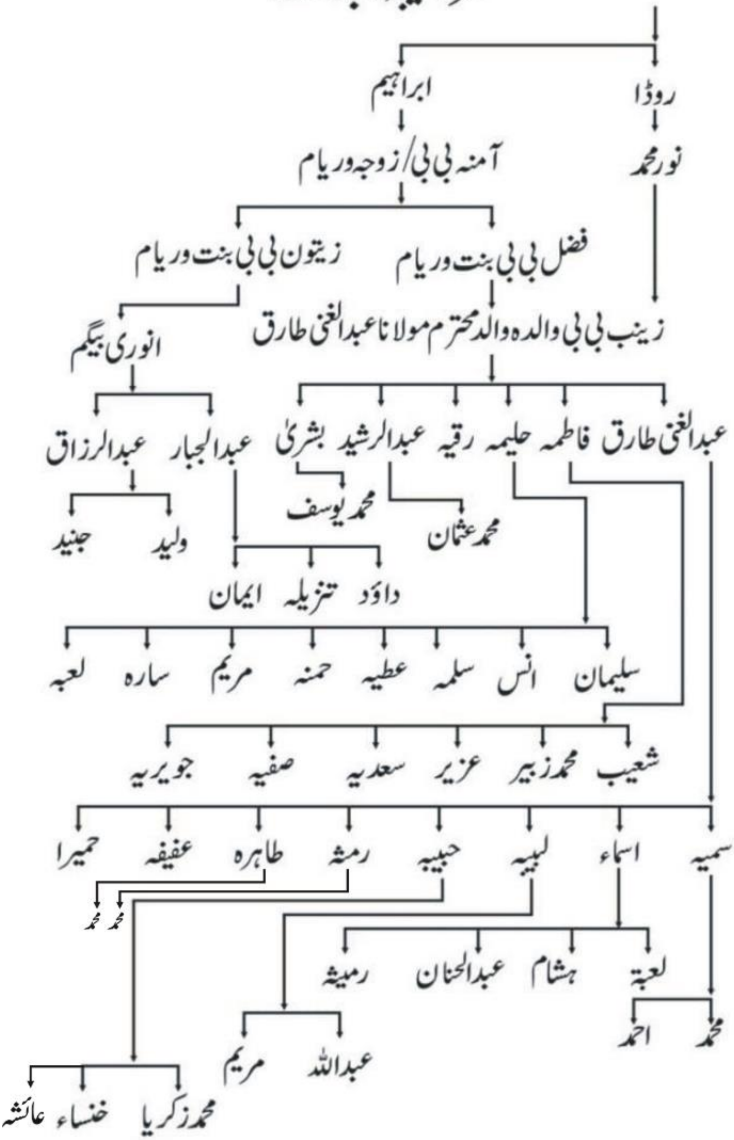
تکالیف و قید و بند:

بقول والد محترم کے ابتدائی احوال کمزور ہونے کیوجہ سے ہر ہفتہ صرف ایک روپیہ ملتا تھا، بعض مرتبہ ساہیوال کبھی لاہور سے سفر شروع کرکے رحیم یار خان تک کھانے کی نوبت نہ آتی تھی، بعض دفعہ ساہیوال سے رحیم یار خان تک کھڑے یا ریل گاڑی کے پائیدان پر بیٹھ کر سفر کی نوبت بھی آتی تھی۔ بعض علاقوں میں اہل محلہ نے مارا بھی، مسجد سے نکالا بھی، سامان بھی پھینک دیا، کتب چھین لیں، یمن کے سفر کے دوران پورے سترہ دن صنعاء جیل میں گزارنے پڑے۔

شجرہ طیبہ/اجداد



شجرہ طیبہ/جدّات



تعارف مؤلف

نام: مولانا ڈاکٹر عبدالغنی طارق لُدھیانوی مدظلہ

ولادت: 18-10-1964

مقام ولادت: تلمبہ / میاں چنوں

تعلیم: جامعہ قادریہ رحیم یار خان، جامعہ مخزن العلوم خانپور، جامعہ رشیدیہ ساھیوال
تفسیر، نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

فراغت: جامعہ اشرفیہ لاہور

تدریس: جامعہ قادریہ / جامعہ خدیجۃ الکبریٰ، جامعہ حمیرا للبنات

منصب: مدیر جامعہ حمیرا للبنات، ورئیس مجلس تحقیقات علمیہ رحیم یار خان

اسفار: مصر، سوڈان، یمن، ابوظہبی، دبئی، ساؤتھ افریقہ، بوٹ سوانہ، بنگلہ دیش، سری لنکا، ترکیا، ازبکستان، بحرین، قطر، کینیا

اسفار حرم: اللہ کے فضل وکرم سے حرمین شریفین کے بے شمار سفر

خلافت:
★ حضرت خواجہ عین اللہ المظہری الافغانی القریشی
★ حضر حافظ نور محمد ابن محمد یٰسین نقشبندی، انڈیا
★ پیر طریقت حضرت مولانا افتخار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ، انڈیا
★ حضرت اقدس مولانا محمد یامین قاسمی مدظلہ، انڈیا
★ حضرت اقدس مولانا ظریف احمد قاسمی ندوی مدنی مدظلہ، انڈیا

تصانیف: 120 تصانیف وتراجم، خلاصۃ القرآن، انوار السنن،
آپ بیتی چہار جلد، بستان السلوک، اصابہ، منتخب کنز العمال
حکم المسح علی الجوربین، فقہی احکام، سیرت صحابہ وسیرت رسول اکرم ﷺ